رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

اللہ اکبر

ایڈیٹر:- غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

تار کا پتہ: الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۸

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند عہ
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۱۳۰	۱۶ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ	یوم سہ شنبہ	مطابق یکم مئی ۱۹۳۴ء	جلد ۲۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۲۹ اپریل کی ڈاکٹری اطلاع آمدہ از لاہور مظہر ہے۔ کہ حضور کو آنکھوں میں ککروں کی تکلیف ہے۔ نیز خفیف حرارت بھی ہو جاتی ہے۔ احباب صحت کے لئے دُعا فرمائیں ؛۔

صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت میں ترقی کر رہی ہیں۔

۲۷ اپریل جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور معہ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس تشریف لائے۔ چند معززین جماعت احمدیہ نے انہیں ریسیو کیا۔ تھوڑی دیر ٹھیرنے کے بعد بنگلہ ہرچووال واپس تشریف لے گئے ؛۔

۲۸ اپریل خانصاحب منشی برکت علی صاحب نے بعد نماز عشا مسجد اقصےٰ میں حرمین کے دلچسپ حالات سُنائے ؛۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہر ایک سے ہمدردی کرو۔ اور اعلےٰ اخلاق کا نمونہ دکھاؤ

بنی نوع انسان کی ہمدردی پر نصیحت فرماتے ہوئے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"میری تو یہ حالت ہے۔ کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو۔ اور میں نماز میں مصروف ہوں۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جائے۔ تو میں تو یہ چاہتا ہوں۔ کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہونچا سکتا ہوں۔ تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے۔ اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے۔ کہ کسی بھائی کی مصیبت۔ اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم دُعا ہی کرو ؛۔ اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں۔ کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ۔ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیئے"؛

(الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۴ء)

اخبار احمدیہ

امیر جماعت احمدیہ کلکتہ و بنگال کا پتہ

احباب کی آگاہی کے لئے اطلاع دیجاتی ہے

کہ جناب حکیم ابو طاہر محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ و بنگال کا پتہ حسب ذیل ہے۔ آئندہ تمام خط و کتابت اسی پتہ پر ہونی چاہیئے۔ نمبر ۴۳ - رپن لین - کلکتہ

No 43 Ripon Lane Calcutta

نیز انجمن احمدیہ کے تمام دفاتر بھی مندرجہ بالا پتہ پر منتقل ہو گئے ہیں۔ آئندہ کوئی خط وغیرہ پرنسپ سٹریٹ کے پتہ پر نہ بھیجا جائے۔ خاکسار سید کریم بخش۔ از کلکتہ :۔

درخواست ہائے دُعا

۱۔ میرے والد صاحب سخت بیمار ہیں دوست دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار عبدالرشید ساکن مڑھ رانجھہ :۔ (۲) مخالفوں نے مجھ پر ایک مقدمہ عدالت میں دائر کر رکھا ہے۔ میری کامیابی کے لئے دوست دعا کریں خاکسار محمد نظیر شاہ جہان پور :۔ (۳) خاکسار ایف۔ اے۔ ایل کا امتحان دے رہا ہے۔ کامیابی کے لئے دُعا کی جائے۔ خاکسار حاجی احمد خان ایاز۔ دہلی :۔ (۴) میری ملازمت خطرہ میں ہے۔ دعا کی جائے۔ کہ خدا تعالے خطرہ دُور کر دے۔ خاکسار رحمت خان۔ ریلوے سٹیشن کندیاں

ولادت

میرے ہاں ۲۵ راپریل ۱۹۳۴ء اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب عمر درازی اور نیک ہونے کے لئے دُعا کریں۔ خاکسار گیانی محمد الدین۔ از قادیان۔

دعائے مغفرت

(۱) میاں نظام الدین صاحب سکنہ قلعہ شیخوپورہ جو نہایت نیک مخلص احمدی تھے ۲۳/۲۴ اپریل کی درمیانی شب وفات پا گئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں :۔ خاکسار حکیم عبدالجلیل از شیخوپورہ (۲) ۲۲ راپریل ۱۹۳۴ء میاں نتھو صاحب ساکن بنوڑ ریاست پٹیالہ وفات پا گئے۔ مرحوم نہایت نیک اور احمدیت کے متعلق جوش رکھنے والے تھے۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار محمد بشیر از انبالہ :۔

۱۰۔ مئی تک رقوم ارسال فرما دیجائیں

بارہ ہزار روپیہ کی فوری ضرورت کے لئے جو اعلان کیا گیا تھا۔ اس پر اگرچہ بعض احباب نے رقوم ارسال فرمائی ہیں۔ لیکن کئی ایک نے لکھا ہے کہ وُہ ماہ مئی کے عشرہ اول میں رقوم بھیج سکینگے۔ اور تاریخ بڑھا دی جائے اس لئے گزارش ہے۔ کہ احباب ۱۰ مئی تک اپنی رقوم ضرور ارسال فرمائیں۔ یہ رقم بھی ساٹھ ہزار قرض کی تحریک میں محسوب کیا جائیگا۔ اب تھوڑی کسر باقی ہے احباب کو حصول ثواب کی کوشش کرنی چاہیئے۔ (ناظر امور عامہ۔ قادیان)

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن

اور

مُسلمانانِ کشمیر

اظہار اعتماد اور درخواست امداد

(۱)

سری نگر ۲۶ - اپریل - گلاشاہ صاحب سری زبیر گنج سے حسب ذیل تار بنام "الفضل" ارسال کرتے ہیں :۔

مُسلمانانِ کشمیر کو آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن پر کامل اعتماد ہے اور وُہ اس سے ہر ممکن امداد کی درخواست کرتے ہیں :۔

(۲)

سری نگر ۲۷ اپریل - غلام حسن صاحب گرگاڑی محلہ سری نگر سے حسب ذیل تار بنام "الفضل" ارسال کرتے ہیں :۔

ٹوڈی اس قسم کی سراسر غلط اور بے بنیاد افواہیں پھیلا رہے ہیں کہ مسلمانانِ کشمیر کو بیرونی امداد کی ضرورت نہیں۔ مسلمان پبلک کو آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن پر کامل اعتماد ہے۔ اور انہیں اس کی ہر ممکن امداد کی ضرورت ہے :۔

(۳)

سری نگر ۲۷ - اپریل مسلمانانِ محلہ تار بل بذریعہ شمس الدین صاحب حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کرتے ہیں :۔

بعض غدار جھوٹی خبریں مسلمانانِ کشمیر کے متعلق پھیلا رہے ہیں۔ مسلمانانِ کشمیر کو آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن پر کامل اعتماد ہے۔ اور انہیں اس کی ہر قسم کی امداد کی ضرورت ہے :۔

مرکزی لجنہ اماء اللہ کا اعلان

(۱) تمام لجناؤں کی خدمت میں برقعہ کے متعلق خط تحریر کئے گئے ہیں۔ مگر ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا۔ تا عملی کارروائی کی جا سکے۔ براہ مہربانی تمام لجنائیں جلسے کر کے برقعہ کے متعلق طے کرائیں۔ کہ کس قسم کا برقعہ پسندیدہ ہے۔ اور اس کی اطلاع جلد سے جلد ارسال کریں :۔

(۲) صنعتی نمائش کے متعلق ابھی سے کوشش شروع کر دینی چاہیئے دیکھیئے۔ جو لوگ دُنیاوی غرض کے لئے نمائش کرتے ہیں وہ کس قدر جد و جہد سے کام لیتے ہیں۔ پھر جب جماعت کی غرض خدمت دین کے لئے کچھ مہیا کرنا ہو۔ اس کاہلی سے کام لینا کس قدر قابل افسوس امر ہے :۔

خاکسار سیکرٹری لجنہ اماء اللہ

چندہ کشمیر کی بیحد ضرورت

احباب جماعت کو معلوم ہو چکا ہے۔ کہ حالات کی نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانانِ کشمیر کی آئینی امداد کے لئے نہایت سرگرمی سے کام شروع فرما دیا ہے جس کے لئے اخراجات کی سخت ضرورت ہے حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تمام احمدی جماعتیں چندہ کشمیر نہایت احتیاط اور باقاعدگی کے ساتھ وصول کر کے بھجوائیں۔ اور اس میں قطعاً تساہل سے کام نہ لیا جائے۔ ہر جماعت کو اس طرف خصوصیت سے متوجہ ہونا چاہیئے :۔

ایک غلط بیانی کی تردید

ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ مضافات قادیان کے ایک دو سکھوں کے گاؤں کے بعض لوگوں کی طرف سے یہ شکایت کی گئی ہے۔ کہ یوم الفتح کے موقعہ پر جو احمدی ان کے ہاں گئے۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں یہ کہا۔ کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ بھی گائے کا گوشت کھایا کرتے تھے قطع نظر اس سے کہ احمدی حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو خدا تعالےٰ کا محبوب اور پیارا بندہ سمجھتے ہیں۔ ہم خیال بھی نہیں کر سکتے۔ کہ کوئی احمدی یہ جانتے ہوئے کہ عام سکھ صاحبان گائے کے بارے میں ہندوؤں کے ہم نوا ہیں۔ ان سے اس قسم کی گفتگو کر سکتا ہے۔ جس کے متعلق شکایت کی گئی ہے۔ اور وُہ بھی اس صورت میں جبکہ حضرت بابا نانک رح کے متعلق اس قسم کے دعویٰ کا کوئی تاریخی ثبوت موجود نہیں ہے۔ باوجود اس کے اطلاع ملنے پر نظارت امور عامہ نے تحقیقات کرائی۔ تو شکایت بالکل بے بنیاد ثابت ہوئی۔ جو احمدی وہاں گئے۔ انہوں نے بتایا۔ کہ سکھ صاحبان کے ساتھ نہایت دوستانہ تبادلۂ خیالات ہوا۔ انہوں نے چارپائیاں بچھا کر ان پر بٹھایا۔ اور پڑھنے کے لئے لٹریچر طلب کیا :۔

دراصل کسی نے شرارتاً اس قسم کی بات احمدیوں کی طرف منسوب کی۔ جس میں کوئی صداقت نہیں۔ ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کہ سکھوں کے دیہات میں تبلیغ کے لئے جانے والے دو چار احمدی کس طرح توقع رکھ سکتے تھے۔ کہ وُہ کوئی اشتعال انگیز بات کہیں۔ اور پھر لوگ ان کی باتیں محبت۔ اور امن کے ساتھ سُن سکیں :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۳۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ محرم ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۱

"زمیندار" کے خرمن پر قہر خدا کی تجلی

احمدیت کو بستر مرگ پر بتانے والا خود موت کی آغوش میں

(۲)

دم توڑتے ہوئے "زمیندار" کا ادعا

کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ عین اس وقت جبکہ "زمیندار" اپنی بداعمالیوں کا خمیازہ بھگت رہا۔ اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دم توڑ رہا تھا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر "جان گسل یلغار" کر کے اسے مٹا دینے اور "بستر مرگ" پر لٹا دینے کا ادعا کر رہا تھا۔ اور پے بہ پے اس ادعا کو دہرا رہا تھا۔ اس سے اس کی اصل غرض تو یہ تھی۔ کہ اس آخری وقت میں جبکہ موت اسے اپنی آنکھوں کے سامنے ناچتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اور گرد و پیش کے حالات اسے تباہی کی طرف گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے تھے۔ ان لوگوں میں سے کوئی اس کی دستگیری کرے۔ جنہیں اس نے ہمیشہ احمدیت کے متعلق دھوکے اور فریب میں مبتلا کر کے اپنے دام تزویر میں پھنسائے رکھنے کی کوشش کی۔ اور اس طرح اس کی زندگی کا ٹمٹماتا ہوا چراغ بجھنے سے بچ سکے۔ لیکن جب قضا و قدر اس کے خاتمہ کا فیصلہ صادر کر چکی تھی۔ اور وہ اپنی تباہی کے سامانوں کو اپنے ہاتھوں تکمیل تک پہنچا چکا تھا۔ تو کس طرح ممکن تھا۔ کہ اسے کچھ دنوں کی اور مہلت مل جاتی۔ آخر وہی ہوا۔ جو ہونے والا تھا۔ اور "زمیندار" ان لوگوں کے آگے جنہوں نے ہمیشہ اس کے کاسۂ گدائی میں بھیک ڈالی۔ بار بار ناک رگڑنے اور ذلیل سے ذلیل پیرایہ میں دست سوال دراز کرنے کے باوجود اپنی موت کا اپنے صفحات میں آپ اعلان کرنے پر مجبور ہو گیا ؛

شتر مرغ کی روایتی روش

"قادیانیت بستر مرگ پر" کے عنوان سے جب "زمیندار" نے وہ سلسلہ مضامین شائع کیا جس میں دعوے کیا۔ کہ

> "غیب سے کانوں میں پہنچی ہے یہ اڑتی سی خبر
> قادیاں کے سر پہ پھٹنے کو ہے بم اسلام کا"

تو اس وقت حقیقت میں وہ خود بستر مرگ پر پڑا تھا۔ اور اس کے اپنے سر پر اسلام کا بم پھٹنے کی خبر غیب سے اس کے کانوں میں پہنچ رہی تھی۔ لیکن اس نے شتر مرغ کی روایتی روش اختیار کرتے ہوئے جو یہ دیکھ کر کہ شکاری کے وجود میں موت خوفناک شکل میں اس کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اپنا سر ریت میں چھپا لیتا ہے۔ اپنی موت سے آنکھیں موند کر جماعت احمدیہ کے خاتمہ کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا۔ اور سمجھ لیا۔ کہ اس طرح وہ موت سے جو اس کے سر پر منڈلا رہی ہے بچ جائے گا۔ یوں خود فراموشی اور عاقبت نا اندیشی کا جو عبرتناک مرقع "زمیندار" نے پیش کیا۔ اس کا ایک منظر اسی کے الفاظ میں ایک گذشتہ پرچہ میں دکھایا جا چکا ہے۔ اب اس کے کچھ اور جز پیش کئے جاتے ہیں ؛

مولوی ظفر علی کی باطل آرائی

"زمیندار" نے یہ دعوے کرنے کے بعد کہ ۱۳ اس کی ایک ہی جان گسل یلغار کے ساتھ قادیانیت نے راہ فرار اختیار کی۔" لکھا۔ "قادیانیت اب دنیا میں کوئی دم کی مہمان ہے۔ پھر اسی کی تشریح کرتے ہوئے یہاں تک بے ہودہ سرائی کی۔ کہ :-

"قادیان کی سرکش زمین کے جوف سے ربانی انتقام کی آگ کے یہ خوفناک شعلے یقیناً بلند ہوں گے۔ ان کی زبان مینارہ قادیان کی رفعت کو ضرور چاٹے گی۔ یہ زلزلہ بھی جس کی آنے والی ہیبت مرزا بشیر الدین محمود کو ابھی سے سراسیمہ کر رہی ہے۔ یقیناً آئے گا۔ اور اس کے ایک ہی جھٹکے سے قصر قادیان منہدم کھنڈروں کا ایک ڈھیر ہو کر رہ جائے گا۔ بہار میں جو زلزلہ ابھی پچھلے دنوں آیا۔ یہ خبر دیتا گیا ہے۔

> پکار کر یہ کہہ رہا ہے زلزلہ بہار کا
> نہ بچ سکے گا قادیاں خدا کے انتقام سے" (زمیندار ۱۳ مارچ)

خاک بدہن ظفر علی۔ اس نے تو صرف اپنی باطل آرائی کے ذریعہ بغض و حسد کی اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ جو اس کے سینہ پر کینہ میں ہمیشہ سے جل رہی ہے۔ اور جو احمدیت کے روز افزوں غلبہ اور کامیابی سے روز بروز بھڑکتی رہتی ہے لیکن اپنے ادعا باطل کے چند ہی روز بعد اس نے دیکھ لیا۔ کہ دفتر "زمیندار" کی فتنہ خیز اور گناہ آلود چار دیواری کے جوف سے ہی ربانی انتقام کی آگ کے شعلے بلند ہوئے اور ان کی زبان نے "زمیندار" کے قصر بطالت کو چاٹ کر زمین بوس بنا دیا۔ پھر وہ زلزلہ بھی آیا۔ جس نے مولوی ظفر علی کو ایک عرصہ سے سراسیمہ کر رکھا تھا اور جس کے ایک ہی جھٹکے نے "زمیندار" کو عدم آباد پہنچا دیا

"زمیندار" کے بڑے بول

جوں جوں "زمیندار" کی موت کا وقت قریب آتا گیا۔ وہ احمدیت کے مقابلہ میں سرکشی و طغیانی میں زیادہ بڑھتا گیا۔ چنانچہ ۱۴ اپریل کے پرچہ میں اس نے لکھا۔

"قادیانیت اب بستر مرگ پر پڑی ہوئی دم توڑ رہی ہے۔ اور اس کے مونہہ میں پانی چوانے کی حرکت کا ارتکاب وہی شخص کرے گا۔ جس کے دماغ سے سوچنے سمجھنے کی توفیق رب کعبہ نے چھین لی ہو"

گویا "زمیندار" یہ خیال کر رہا تھا۔ کہ احمدیت اب دم توڑ رہی ہے۔ اور اس آخری حالت میں کوئی اس کے مونہہ میں پانی چوانے والا بھی باقی نہیں۔

پھر احمدیت کے خلاف اپنے خرافات کو پلندہ کی شکل میں شائع کرنے کا اعلان کرتے ہوئے لکھا۔

> "جی کو بہلاؤ گے کیونکر اگر نہ لو گے یہ کتاب
> کیونکہ مٹ جانے کو ہے نام و نشان قادیاں"

(زمیندار ۱۵ اپریل)

یہ کتنے بڑے بول ہیں۔ جو مولوی ظفر علی صاحب نے احمدیت کے خلاف بولے۔ اور بار بار ان کا اعادہ کیا۔ لیکن باوجود احمدیت سے اس حسد و عناد کے جو انہیں انگاروں پر لوٹاتا۔ اور ان کے مونہہ سے جلی کٹی نکلواتا رہتا ہے۔ اور باوجود اس خواہش و تمنا کے جو احمدیت کے خلاف ان کے دل میں پائی جاتی ہے وہ زیادہ سے زیادہ جو کہہ سکتے تھے۔ اور بڑی سے بڑی جو بڑ ہانک سکتے تھے وہ یہی تھی۔ کہ ایسا ہونے کو ہے گویا وہ جانتے تھے۔ کہ جو کچھ وہ چاہتے ہیں۔ اور جس کے متعلق ان کا دعوے ہے۔ کہ "میری ہنگامہ خیز زندگی کے اس دور کا کوئی حصہ ایسا نہ گذرا۔ جس میں مجھے اس فطرت فریب پردہ کو نوچ پھینکنے کی توفیق مبداء فیاض سے ارزانی نہ ہوئی ہو۔ جو قادیانیت کے گھناؤنے چہرہ پر پڑا ہوا ہے۔"

(زمیندار ۲۰ مارچ)

وہ ابھی تک وقوع پذیر نہیں ہوا۔ یعنے ان کی اور ان جیسے تمام بدخواہوں کی سر توڑ کوششوں کے باوجود احمدیت ابھی تک مٹ نہیں سکی۔ ہاں ان کے زعم میں وہ اب مٹ جانے کو ہے ؛

احمدیت کو مٹانے والے خود مٹ گئے

ظاہر ہے۔ کہ مولوی ظفر علی صاحب یہ اعتقاد رکھنے میں منفرد نہیں۔ اور نہ اس قسم کی تمنا آج ظاہر کی گئی ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے کے ساتھ ہی باطل کے حامیوں اور ضلالت کے فرزندوں نے اس کا اظہار شروع کر دیا تھا۔ لیکن کیا ان میں سے کسی ایک کی بھی یہ تمنا پوری ہوئی۔ اور کیا جو بھی احمدیت کو مٹانے کے لئے کھڑا ہوا وہ خود نہ مٹ گیا۔ اس کا جواب ہم سے نہیں۔ مولوی ظفر علی صاحب سے ہی پوچھئے۔ جو آج یہ کہہ کر کہ "مٹ جانے کو ہے نام و نشان قادیان" ظاہر تو یہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ احمدیت کے خاتمہ کا وقت آگیا ہے لیکن دراصل وہ احمدیت کے متعلق اس قسم کی خواہش رکھنے والے معاندین کی ناکامی و نامرادی اور ان کے ملیا میٹ ہو چکنے پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں کیونکہ اگر ان سے پہلوں کی یہ تمنا پوری ہو چکی ہوتی۔ تو آج انہیں اس کے اظہار کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ اور جب وہ اس کا اظہار کر رہے ہیں۔ تو گویا بالفاظ دیگر یہ تسلیم اور اقرار کر رہے ہیں۔ مولوی ظفر علی صاحب خود لکھ چکے ہیں کہ "امت مرحومہ کے جس طبقہ نے قادیانیت کو فتنہ آخر زمان سے تعبیر کیا ہے سچ سمجھئے تو نصف صدی سے اس کے صدر نشینوں کی صف نعال میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہے" (زمیندار ۱۰ مارچ) اور جب احمدیت کی مخالفت کرنے والے طبقہ کے صدر نشینوں کو اس وقت تک اپنے مقصد میں قطعاً کامیابی نہیں ہوئی۔ اور احمدیت کے غلبہ اور ترقی کے مقابلہ میں ان کی جدوجہد ناکام ہو چکی ہے۔ تو باقرار خود ان کی جوتیوں میں بیٹھنے والے مولوی ظفر علی کی کیا ہستی ہے۔ کہ نہ صرف اس کے راستہ میں روک بن سکے۔ بلکہ اسے مٹانے کی آرزو میں کامیاب ہو سکے۔

کس نے دم توڑا

دراصل مولوی صاحب کی ڈینگیں اسی طرح سعید الفطرت لوگوں کے لئے سامان عبرت و موعظت ہیں۔ جس طرح ان سے پہلوں کی ڈینگیں ثابت ہو چکی ہیں۔ وہ تو صرف یہی دعویٰ کرتے رہے کہ "احمدیت مٹ جانے کو ہے" "احمدیت دم توڑ رہی ہے" "احمدیت کوئی دن کی مہمان ہے" لیکن خدا تعالےٰ نے "زمیندار" کو مٹا کر اور اس کا دم توڑ کر مولوی صاحب کو اپنے قلم سے اس کا اعلان کرنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ۲۲ اپریل کے "زمیندار" میں "رخصت" کے عنوان سے جو مضمون لکھا۔ وہ ان کی ناکامیوں اور نامرادیوں کی منہ بولتی تصویر ہے اور "زمیندار" کے لاشہ پر عبرتناک نوحہ۔ اس نوحہ کو شاعرانہ طور سے شروع کیا گیا ہے۔

درو دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں۔ رخصت اے اہل نظر ہم تو سفر کرتے ہیں

اس کے بعد جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ اپنے اندر اس ذلت اور ناکامی کا پتہ دے رہا ہے۔ جو احمدیت کے مقابلہ میں بڑھ چڑھ کر باتیں بنانے والے اور اسے دم بھر کی مہمان بتانے والے مولوی ظفر علی صاحب کے لاحق حال ہوئی۔ اور جس کا اظہار ہفتہ عشرہ کے اندر اندر ہی انہیں اپنے آپ کرنا پڑا۔ جیسا کہ ذیل کے اقتباسات سے ظاہر ہے۔

خدا کے متعلق عقیدہ میں تزلزل

احمدیت کو ایک ہی یلغار میں راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دینے کے دعویدار مولوی ظفر علی صاحب لکھتے ہیں۔

"میری فطرت کچھ ایسی بنائی گئی ہے۔ کہ سخت سے سخت ابتلا میں بھی میں نہیں گھبراتا۔ آسمان اور زمین کی گوناگوں بلائیں میرے گرد و پیش منڈلا رہی ہوں۔ لیکن میرے اس عقیدہ کو کوئی طاقت متزلزل نہیں کر سکتی۔ کہ خدائے بزرگ و برتر کا غیبی ہاتھ آخری وقت میں ان تمام بلاؤں کو ٹال دے گا ...... مجھے آخر فخر کہ انسان ہوں۔ کچھ فولاد کا پتلا نہیں ہوں کہ حوادث روزگار سے بالکل متاثر نہ ہوں"

گویا اپنی فطرت کی سختی اور آخری وقت میں غیبی ہاتھ کے بلاؤں کو ٹال دینے کے عقیدہ کی پختگی کے دعویٰ کو اگلے قدم پر باطل ٹھہرا دیا۔ اور یہ کہہ کر اس سے رہائی لگ گئے۔ کہ "میں فولاد کا پتلا نہیں ہوں" گویا ان کے نزدیک "سخت سے سخت ابتلا میں نہ گھبرانا" اور یہ عقیدہ رکھنا "کہ خدائے بزرگ و برتر کا غیبی ہاتھ آخری وقت میں تمام بلاؤں کو ٹال سکتا ہے" کسی خاکی پتلے کا کام نہیں۔ بلکہ فولاد کا پتلا ہی ایسا ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ مولوی صاحب فولاد کے پتلے نہیں۔ اس لئے وہ حوادث روزگار سے متاثر ہو گئے ہیں۔ اور انہیں اس عقیدہ سے دستبردار ہونا پڑا ہے۔ کہ خدائے بزرگ و برتر کا غیبی ہاتھ آخری وقت میں ان تمام بلاؤں کو ٹال دے گا۔ اگر یہ اختلال دماغ کا نتیجہ نہیں جو خدا تعالےٰ پر حقیقی ایمان نہ رکھنے والوں کے لئے حوادث روزگار کا نشانہ بننے کا لازمی نتیجہ ہے۔ تو اس میں کیا شک ہے کہ یہ روش خدا تعالےٰ کی ہستی کا منکر ہی اختیار کر سکتا ہے۔

"زمیندار" کی موت کا اعلان

بہر حال مولوی ظفر علی صاحب خدا تعالےٰ کے متعلق اپنے عقیدہ کے تزلزل کا اظہار کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"جس روح فرسا مصیبت میں "زمیندار" گزشتہ چند ہفتے سے مبتلا ہے۔ اس کا مقابلہ میں نے اپنی ناچیز بساط کے مطابق جہاں تک ہو سکتا تھا کیا۔ اس کی درد بھری داستان میں نے مسلمانوں کو "کچھ اپنی نسبت" کے عنوان سے جو مقالہ افتتاحیہ میں آج سے چھ ہفتے قبل پیرا گراف لکھا تھا اس کے چند دن بعد پھر وہی آپ بیتی کی سرخی دے کر میں نے جو درد و الم درد مند مسلمانوں کو سنائی تھی۔ وہ ہنوز ان کے کانوں میں گونج رہی ہوگی۔ میرا خیال تھا۔ کہ میری یہ کرب آلود آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی۔ اور جو واجبی امداد میں نے زمیندار کے لئے طلب کی تھی۔ اس سے دریغ نہ کیا جائے گا۔ لیکن بجز چند مسلمانوں کے جن کے نام انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں کسی پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اب پیمانہ صبر چھلک چکا ہے۔ مشکلات و مصائب کا ایک بے پناہ ہجوم "زمیندار" کی ہستی کا محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ معاند قوتیں جو ہمیشہ اس تاک میں رہی ہیں۔ کہ موقع پاتے ہی اس کا چراغ زندگی گل کر دیں۔ خفیہ و علانیہ اہتمام کے ساتھ بروئے کار آگئی ہیں۔ اور زمیندار کا زندہ رہنا دشوار کر دیا گیا ہے"

یہ ہے۔ وہ عبرتناک موت جس کا مولوی ظفر علی صاحب نے اپنے قلم سے اعلان کیا۔ اور وہ جو اس سے چند ہی روز قبل اس بنا پر احمدیت کو بستر مرگ پر بتا رہے تھے۔ کہ بقول ان کے جماعت احمدیہ کی مصیبتوں اور پریشانیوں کا دور شروع ہو گیا۔ انہیں خود لکھنا پڑا۔ کہ "پیمانہ صبر چھلک چکا ہے مشکلات و مصائب کا ایک بے پناہ ہجوم زمیندار کی ہستی کا محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ زمیندار کا زندہ رہنا دشوار ہو گیا ہے"

زمیندار کی وقعت مسلمانوں میں

اس عبرتناک انجام کے ساتھ ہی اس بات کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ کہ زمیندار جو اپنے آپ کو گویا مسلمانان ہند کا واحد ترجمان قرار دیتا۔ اور ان کے دین کا سب سے بڑا محافظ بتاتا تھا۔ اس کے اس دعوےٰ کی کیا حقیقت ہے۔ زمیندار کے صفحات میں مولوی ظفر علی صاحب نے بار بار اپنی ناک رگڑی۔ مسلمانوں سے نہایت عاجزانہ درخواستیں کیں۔ اور آپ بیتی سنائی۔ طرح طرح کے مکر و فریب سے کام لیا۔ زمیندار کو صحافت جدیدہ کے مقام رفیع تک پہنچانے کے بڑے بڑے وعدے کئے۔ مگر نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ بالفاظ ان کے "بجز چند مسلمانوں کے جن کے نام انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ کسی پر کچھ اثر نہ ہوا" اور ہمارا خیال یہ ہے کہ انگلیوں پر نام گنے جا سکنے بھی مبالغہ ہے۔ جس سے مولوی صاحب نے حسب عادت کام لیا۔ ایسے اشخاص دو تین سے زیادہ نہیں۔ ورنہ یہ ضروری تھا۔ کہ جب ایک عیسائی پادری کے آگے صرف ایک سال کی قیمت حاصل کرنے پر مولوی صاحب کا سر نیاز خم ہوتے ہوتے زمین سے جا لگا تھا۔ اور اس کا اظہار انہوں نے اپنے مقالہ افتتاحیہ میں کیا تھا۔ تو ان مسلمانوں کے حق میں بھی انہوں نے مدحیہ قصائد کہتے۔ جو ان کے کاسہ گدائی میں کچھ ڈال دیتے۔ مگر سوائے دو کے کسی کا نام انہوں نے نہ لیا۔

اس سے ظاہر ہو گیا۔ کہ "زمیندار" خواہ کچھ دعوے کرتا ہے مسلمانوں میں اس کی قدر ایک کوڑی کے برابر بھی نہیں ہے۔ اور اس بات کا ثبوت انہوں نے اپنے عمل سے پیش کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اخبارات نے "زمیندار" کی موت پر جو خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ کسی کو بھی اس سے حقیقی ہمدردی نہیں۔

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"

سرزمینِ کابل کے ایک تازہ نشان پر مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراضات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام "آہ نادر شاہ کہاں گیا" جس صفائی اور وضاحت کے ساتھ پورا ہوا۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اور اس نشان کی صداقت کو نہایت زوردار الفاظ اور پوری تشریحات کے ساتھ پیش کرنے کے باوجود ایک عرصہ تک کسی مخالف کو اس کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہ ہوئی حتیٰ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی بالکل خاموش رہے۔ آخر ہم نے ان کا نام لے کر انہیں مخاطب کیا۔ اور اس لئے مخاطب کیا۔ کہ دیکھیں تو سہی اس نشان کے خلاف ان کی ترکش میں کونسا تیر ہے۔ اس پر مجبور ہو کر انہیں بولنا پڑا۔ مگر جیسا کہ ہمیں توقع تھی۔ ان کا بولنا پیشگوئی کی شان کو اور بالا کرنے کا باعث ہوا۔ کیونکہ جو اعتراضات انہوں نے پیش کئے۔ وہ نہایت بودے اور تعلیم اسلام کے بالکل خلاف تھے۔ جیسا کہ گذشتہ دو مضامین میں ثابت کیا جا چکا ہے۔ اسی سلسلہ میں ایک اور مضمون اب شائع کیا جاتا ہے۔

آخری اعتراض

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے مضمون میں آخری اعتراض یہ کیا۔ کہ

"نادر شاہ کی بے وقت شہادت پر سب سے پہلے دردناک آواز اہل کابل کی زبان سے نکلی ہوگی۔ اور وہ یقیناً فارسی ہے۔ اور مرزا صاحب کا الہام (آہ نادر شاہ کہاں گیا) اردو فقرہ ہے۔ جو اہل کابل کا نہیں ہو سکتا۔ مرزا صاحب کو فارسی میں بھی الہام ہوتے اور ہو سکتے تھے۔ پس اگر نادر خان (شاہ کابل) اس الہام سے مراد ہوتے تو الہام کے اصل الفاظ فارسی ہوتے۔ تاکہ اہل کابل کی دردناک آواز کی پوری ترجمانی کر سکتے۔ ہم حیران ہیں۔ کہ سب سے پہلے تکلیف تو پہنچی اہل کابل کو۔ مرزا صاحب کا الہام کنندہ اس کی حکایت کرے اور زبان فارسی بھی جانتا ہو۔ لیکن الہام کرے اردو میں چہ خوش"

خود ساختہ اصل

گویا مولوی صاحب کا اعتراض یہ ہے۔ کہ چونکہ نادر شاہ کا حادثہ کابل کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔ اور اہل کابل کی زبان فارسی ہے۔ اس لئے الہام فارسی میں ہونا چاہیئے تھا۔ نہ کہ اردو میں۔ تا اہل کابل کی دردناک آواز کی پوری ترجمانی ہو سکتی۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب نے یہ اصل کہاں سے اخذ کیا۔ کہ جو الہام جس ملک سے متعلق ہو۔ وہ اسی کی زبان میں ہونا چاہیئے۔ اور انہیں کیا حق ہے۔ کہ یہ خود ساختہ اصل دوسروں سے منوانے کی کوشش کریں۔

اردو میں الہام ہونے کی وجہ

پھر الہام "آہ نادر شاہ کہاں گیا" میں محض اہل کابل کے کرب و اندوہ کا اظہار مقصود نہیں۔ کہ کہا جا سکے۔ یہ الہام ضرور فارسی میں ہونا چاہیئے تھا۔ اس میں ایسے حادثہ کا پتہ بتایا گیا تھا۔ جو اردو بولنے والوں سے بھی تعلق رکھتا تھا۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ نادر شاہ کے واقعہ قتل سے صرف افغان ہی متاثر ہوئے۔ ہندوستانی متاثر نہیں ہوئے۔ یا صرف مسلمانوں کا کوئی ایک فرقہ محزون و غمزدہ ہوا۔ دوسرے فرقے بدستور خوش و خرم رہے حقیقت یہ ہے: کہ چونکہ نادر شاہ کی وفات پر افغانستان اور ہندوستان دونوں ممالک میں رنج و ملال کا اظہار کیا جانا تھا۔ اور جس طرح افغانی اس درد کو محسوس کرتے اسی طرح ہندوستانیوں نے بھی اس تکلیف کو محسوس کرنا تھا اس لئے اس زبان میں الہام ہوا۔ جو پہلے مخاطبین کی زبان ہے۔ علاوہ ازیں سرزمین کابل سے جماعت احمدیہ کا گہرا تعلق ہے۔ اور وہ ہمارے کئی ایک بھائیوں کی شہادت گاہ ہے۔ جہاں انہوں نے حق کی خاطر ہنسی خوشی جانیں دیں۔ اور اپنے خون سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت منقش کی۔ انہیں تو شہادت کا مرتبہ مل گیا۔ لیکن جنہوں نے ان پر مظالم توڑے ضروری تھا۔ کہ وہ ان کا خمیازہ بھگتیں۔ اسی وجہ سے وہ انقلاب آیا۔ جس کے نتیجہ میں ایک معمولی انسان نادر خاں کابل کا حکمران ہو کر نادر شاہ بن گیا۔ پس ضروری تھا۔ کہ افغانستان سے متعلق انقلابات کی خبریں اردو میں دی جاتیں۔ تاکہ جماعت احمدیہ جس کا سب سے بڑا حصہ اردو سمجھنے والوں پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کو دیکھ کر اس کے احسانوں کے گیت گاتی۔ اور یقین کر لیتی۔ کہ آسمانی حکومت انکے ساتھ ہے جو ان کی زبان میں تسلی دینے اور ان کے دشمنوں سے انتقام لینے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ اسی وجہ سے جہاں کابل کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ الہام اردو میں نازل ہوا۔ کہ "تین بکرے ذبح کئے جائیں گے۔" وہاں یہ بھی ہوا۔ کہ ریاست کابل میں قریب پچاس ہزار کے آدمی مریں گے" نیز یہ کہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا"

کیا فارسی الہام پر اعتراض نہ ہوتا

مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک یہ الہام فارسی میں ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اگر فارسی میں ہوتا۔ تو پھر مولوی صاحب یہ اعتراض نہ کرتے۔ کہ مدعی مسیحیت کا مقام بعثت چونکہ ہندوستان میں ہے۔ اور یہی خبر ہندوستانیوں کو مل رہی تھی۔ اس لئے الہام اردو میں ہونا چاہیئے تھا۔ چونکہ نہ ماننے والا ہمیشہ کوئی نہ کوئی باطل توجیہہ کر لیا کرتا ہے۔ اور یہی مولوی ثناء اللہ صاحب کی عادت ہے۔ اس لئے ایک عقلمند کے نزدیک ان کا اعتراض کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ کہ الہام فلاں زبان میں کیوں نہیں ہوا۔ غیر مسلم آج تک اعتراض کرتے ہیں۔ کہ قرآن عربی میں کیوں نازل ہوا۔ اور کیوں دیگر زبانوں کی حق تلفی کی گئی۔ بلکہ قرآن کی زبان کے متعلق اعتراض تو الگ رہا جس پر قرآن مجید نازل ہوا یعنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ان کے متعلق بھی اعتراض کیا گیا۔ کہ لولا نزل ھٰذا القرآن علیٰ رجل من القریتین عظیم۔ اس کی بجائے مکہ اور طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ اترا۔ غرض یہ کہنا۔ کہ فلاں زبان میں کیوں الہام نہ ہوا۔ فلاں میں کیوں نہ ہوا۔ یا فلاں کو خدا نے کیوں نبی بنایا۔ فلاں کیوں نہ بن گیا۔ سنت الٰہیہ سے تحت ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ اصل چیز دیکھنے والی یہ ہوتی ہے۔ کہ الہام پورا ہوا یا نہیں۔ مدعی نبوت سچا ہے یا نہیں؟ اگر الہام پورا ہو گیا۔ تو پھر یہ کہنا۔ کہ فلاں زبان میں کیوں نہیں ہوا بیہودگی ہے۔ خدا تعالےٰ نے "آہ نادر شاہ کہاں گیا" کے الفاظ میں عظیم الشان خبریں دیں۔ اور وہ سب کی سب حرف بحرف پوری ہو گئیں۔ اب یہ کہنا۔ کہ الہام فارسی میں ہونا چاہیئے تھا فضول ہے۔ کیونکہ اصل غرض الہام سے نشان ظاہر کرنا ہوتی ہے۔ جب نشان ظاہر ہو گیا۔ تو سلیم الفطرت انسان کا یہ کام ہے۔ کہ اسے قبول کرے۔ نہ کہ کج بحثی شروع کر دے ؎

قرآن مجید کی متعدد امثلہ

قرآن مجید میں اس قسم کی بیسیوں امثلہ ہیں۔ کہ الہام الٰہی میں جن لوگوں کی ترجمانی کی گئی۔ ان سب کی زبان عربی نہیں تھی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے غلبت الروم فی ادنی الارض من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین میں رومیوں کے غالب آنے کی پیشگوئی فرمائی جس کا پہلا تعلق رومیوں سے تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے یہ الہام ان کی زبان میں نازل نہ کیا۔ بلکہ عربی میں نازل کیا۔ حالانکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراض کے مطابق چونکہ اس وحی الٰہی کا اصل تعلق رومیوں سے تھا۔ اس لئے انہی کی زبان میں نازل ہونی چاہیئے تھی۔ اسی طرح قرآن مجید میں اور کئی مقامات پر عجمی لوگوں کے متعلق بعض امور بیان کرتے ہوئے انہیں عربی میں الہاماً نازل کیا گیا ہے مثلاً اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اذا زلزلت الارض

زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا وقال الانسان مالھا یعنی ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے۔ کہ زمین ہلائی جائیگی اور وہ اپنے بوجھوں کو اس طرح نکال کر رکھدے گی۔ کہ انسان پکار اٹھے گا۔ زمین کو کیا ہونے والا ہے۔ اس جگہ ہر انسان کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ مالھا کہے گا۔ حالانکہ پنجابی۔ ہندوستانی۔ کشمیری۔ افغانی۔ جاپانی۔ اور دوسری اقوام مختلفہ کے غیر عربی دان لوگ زمینی تغیرات کو دیکھ کر مالھا نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ تو عربی جانتے ہی نہیں۔ پس لامحالہ ماننا پڑا۔ کہ اگرچہ وقال الانسان مالھا میں ہر انسان کے متعلق یہ حقیقت بیان کی گئی ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہتا ہو۔ کسی زبان کا جاننے والا ہو۔ کہ وہ کہے گا۔ کہ زمین کو کیا ہونے والا ہے۔ مگر اس بات کے اظہار کے لئے عربی زبان کا انتخاب کیا گیا۔ حالانکہ اگر یہ نظریہ جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے پیش کیا ہے۔ کہ جس ملک کے متعلق الہام ہو۔ اسی کی زبان میں نازل ہونا چاہیئے درست ہوتا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ عجمی لوگوں کے متعلق یہ نہ کہا جاتا۔ کہ وہ مالھا کہیں گے۔ بلکہ ان کی زبانوں کے وہ الفاظ بیان کئے جاتے۔ جو اس مفہوم کو ظاہر کرتے۔ اسی طرح قرآن مجید میں آتا ہے۔ دوزخیوں سے پوچھا جائے گا۔ ما سلککم فی سقر تمہیں دوزخ میں کونسے اعمال بد لائے۔ تو وہ کہیں گے۔ لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین وکنا نخوض مع الخائضین۔ وکنا نکذب بیوم الدین حتی اتانا الیقین (المدثر) یعنی ہم نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔ مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ ہنسی کرنے والوں کے ساتھ ملکر احکام الٰہی پر ہنسی اڑاتے تھے۔ قیامت کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے۔ اور مرتے دم تک ہمارا یہی شیوہ رہا۔ اس جگہ بھی قرآن مجید نے دوزخیوں کے جواب کو عربی میں بیان کیا ہے۔ حالانکہ دوزخی صرف عربی جاننے والے نہیں۔ بلکہ ہر زبان کے لوگ ہو سکتے ہیں۔

پھر قیامت کے ذکر میں ہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (۱) یوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یاویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا۔ اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹیگا۔ اور کہے گا۔ کاش میں رسول کے ساتھ ہوتا۔ کاش میں فلاں کو اپنا دوست نہ بناتا۔ یہاں بھی ظالم سے مراد صرف عربی جاننے والے لوگوں میں سے ظلم کرنے والے نہیں۔ بلکہ ہر گوشہ عالم کا ظالم مراد ہے۔ مگر اس کی ترجمانی اور اس کی قلبی کیفیات کے اظہار کے لئے خدا تعالےٰ نے عربی زبان اختیار کی مندرجہ ذیل آیات قرآنی سے بھی یہی بات ثابت ہے۔ واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا۔ یعنے جب مخالفوں کو کہا جاتا ہے۔ کہ جو کچھ خدا تعالےٰ نے اتارا۔ اس کی اتباع کرو۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم تو اپنے آباء اجداد کے طریق عمل کو اختیار کریں گے۔

(ب) قالت النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شیٔ نصاریٰ کہتے ہیں۔ کہ یہود کسی کام کے نہیں۔ حالانکہ نصاریٰ لیست الیہود علیٰ شیٔ نہیں کہا کرتے۔ وہ اپنی زبان میں یہودیوں کے متعلق اظہار خیال کیا کرتے ہیں

(ج) واذا لقوا الذین آمنوا۔ قالوا آمنا واذا خلوا الیٰ شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون منافق جب ایمان والوں سے ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ ہم بھی مومن ہیں۔ مگر جب اپنے سرداروں کی طرف علیحدگی میں جاتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں اور ہم تو ان سے تمسخر کر رہے تھے۔ اس جگہ بھی منافقین کی منافقت کا اظہار عربی میں کیا گیا ہے۔ اور ان کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے۔ کہ انا معکم انما نحن مستھزءون۔ حالانکہ منافقین کا وجود خطہ عرب سے ہی مخصوص نہ تھا۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی رو کے ماتحت جس جگہ بھی اسلام گیا۔ وہاں مومنوں کے ساتھ منافقین کا گروہ بھی پیدا ہو گیا اور اس طرح عجمی لوگ بھی منافق بنے۔ اور وہ بھی یہی کہا کرتے تھے جو قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ مگر اپنی زبان میں نہ کہ قرآنی الفاظ میں۔

بالکل غلط اصل

"ان مثالوں سے ظاہر ہے۔ کہ یہ اصل قائم کرنا بالکل غلط ہے کہ جس ملک کے متعلق کوئی الہام ہو۔ وہ اسی کی زبان میں ہونا چاہیئے۔ سارے کا سارا قرآن تمام ملکوں اور تمام قوموں کے لئے ہے مگر اس میں تمام زبانیں استعمال نہیں کی گئیں۔ بلکہ ایک ہی زبان استعمال کی گئی ہے۔

پس نہیں کہا جا سکتا۔ کہ الہام "آہ نادر شاہ کہاں گیا" جب اہل کابل کے متعلق تھا۔ تو ان کی زبان میں کیوں نازل نہ ہوا۔ یہ اردو میں ہی ہونا چاہیئے تھا۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے مخاطبین جو اردو جاننے والے تھے۔ وہ اس کے مفہوم سے آگاہ ہوتے۔ اور پھر اہل کابل تک اسے پہنچاتے۔ ورنہ اگر "آہ نادر شاہ کہاں گیا" والا الہام فارسی میں ہوتا۔ تو بھی جماعت احمدیہ ہی اہل کابل کو اس سے آگاہ کرتی۔ چونکہ یہ غرض جماعت احمدیہ کا تھا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اس زبان میں الہام نازل کیا۔ جو جماعت کے بیشتر حصہ کی زبان ہے۔

ان حکمتوں کے ماتحت اللہ تعالےٰ نے یہ الہام اردو میں نازل کیا۔ اور نہ صرف الہام نازل کیا۔ بلکہ اسے حرف بحرف پورا کرکے دکھا دیا۔ عقلمند اور سعادت مند طبائع نشانات الٰہیہ سے فائدہ اٹھاتی ہیں

یہودیانہ تحریف

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس اعتراض کی تائید میں کہ الہام "آہ نادر شاہ کہاں گیا" فارسی میں ہونا چاہیئے تھا۔ نہ کہ اردو میں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے مضمون سے مندرجہ ذیل سطور بھی نقل کی ہیں۔

"بادشاہ بننے کے بعد ایک آفت ناگہانی کے ذریعے اس کی موت واقع ہو گئی۔ حتیٰ کہ سب ملک چلا اٹھا۔ کہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا"۔ (اہلحدیث ۲۳ فروری)

حالانکہ اصل عبارت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مضمون میں مندرجہ ذیل ہے۔

"بادشاہ بننے کے بعد ایک آفت ناگہانی کے ذریعہ اس کی موت واقعہ ہوگی۔ حتیٰ کہ سب ملک چلا اٹھیگا۔ کہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا" صلا

ایک معمولی عبارت میں اس قدر تحریف کرنا۔ کہ "ہوگی" کی بجائے "ہو گئی"۔ اور "چلا اٹھیگا" کی بجائے "چلا اٹھا" لکھنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ مولوی صاحب صداقت پسندی سے بہت بُعد رکھتے ہیں۔ اور انہیں راستی سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

ملک کابل کی زبان حال

اس عبارت کو اپنی تائید میں پیش کرکے مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"اگر نادر خان (شاہ کابل) اس الہام سے مراد ہوتے۔ تو الہام کے اصل الفاظ فارسی ہوتے" "کیونکہ خلیفہ صاحب نے خود لکھا ہے۔ کہ سب ملک چلا اٹھا"

اصل اعتراض کا جواب چونکہ دیا جا چکا ہے۔ اس لئے صرف اتنا لکھنا ہی کافی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مضمون سے جو اقتباس انہوں نے پیش کیا ہے۔ اس سے بھی ان کے اعتراض کی تائید نہیں ہوتی۔ بلکہ تردید ہوتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ مضمون کے صلا پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے لکھا ہے۔

"دوسرے معنی اس کے اب پورے ہوئے ہیں۔ جبکہ نادر خاں لوگوں میں نادر شاہ کے نام سے مشہور ہوکر اور ان کی محبت کو جذب کرکے ایک دشمن ملک کے ہاتھوں سے قتل ہوئے ہیں۔ اور سارا ملک بزبانِ حال چلا رہا ہے۔ کہ آہ نادر شاہ کہاں گیا"۔

گویا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ان الفاظ کا کہ "سب ملک چلا اٹھیگا۔ کہ آہ نادر شاہ کہاں گیا" یہ مطلب نہیں کہ اہلِ ملک اپنی فارسی زبان میں مذکورہ بالا الفاظ دہرائیں گے بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ ملک بزبانِ حال پکار اٹھے گا۔ کہ آہ نادر شاہ کہاں گیا۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ بزبانِ حال سب نے متفقہ طور پر نادر شاہ سابق شاہ افغانستان کی افسوسناک وفات پر دلی رنج وغم کا اظہار کیا۔ اور یہی کہا۔ "آہ نادر شاہ کہاں گیا"

صداقتِ اسلام پر جناب چودہری ظفر اللہ خانصاحب کی تقریر

شکاگو کی کانفرنس مذاہب میں

اہ اگست و ستمبر ۳۳ء میں بمقام شکاگو ورلڈ فیلوشپ آف فیتھز کے زیر اہتمام مذاہب کی جو دوسری پارلیمنٹ منعقد ہوئی اُس میں جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایم۔ ایل سی بار ایٹ لاء لاہور نے جو ایڈریس پڑھا۔ اس کے خلاصہ کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرکے ناظرینِ الفضل کی ضیافتِ طبع کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ یہ خلاصہ فیلوشپ مذکور کی ایگزیکٹو نے جناب چودہری صاحب موصوف کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ اور آپ نے بکمال مہربانی اسے الفضل میں درج کرنے کے لئے عنایت فرمایا ہے (ایڈیٹر)

اسلام کے معنی ہیں۔ وہ سلامتی جو رضا الٰہی کے سامنے اپنے آپ کو پورے طور پر ڈال کر حاصل کی جائے۔ یہ وہ مذہب ہے جو تمام انبیاء یعنی حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰ و عیسےٰ۔ حضرت کنفیوشس۔ زرتشت۔ بدھ۔ رام چندر۔ اور کرشن علیہم السلام اور بالآخر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کامل اور آخری صورت میں دنیا میں لائے۔ یہ مذہب ہر قسم کی منافرت کو دور کرکے خدا و انسان اور انسان و انسان کے مابین کامل ہم آہنگی اور موافقت پیدا کرتا ہے؛

اسلام اللہ تعالےٰ کی توحید اور اس کی صفات کی تعلیم دے کر انسان کے دل میں اپنے خالق کے بے مثال حسن اس کی شفقت اور اس کی بلند شان کا ایسا تصور پیدا کرتا ہے۔ کہ جس کی بدولت انسان کا دل اس کی محبت تعظیم اور خوف کی محیط کل فضا میں پرواز کرنے لگتا ہے۔ اور اس طرح انسانی منشاء کو کاملاً اللہ تعالےٰ کی مرضی کے تابع کر دیتا ہے۔ جو مسرت و شادمانی کا واحد اور یقینی رستہ ہے؛

انسان اور انسان کے مابین تعلقات خدا اور انسان کے درمیان تعلقات کے ایک پہلو پر پورے طور پر عمل کرنے کا نام ہے اسی عنوان کے ماتحت اسلام نے راہ نمائی کے لئے بعض اصول مقرر کئے ہیں۔ تاکہ جنسی تعلقات ایک خاندان کے باہم تعلقات ممبران سوسائٹی کے تعلقات۔ مالک و خادم کے تعلقات۔ سرمایہ دار و مزدور کے تعلقات۔ راعی اور رعایا کے تعلقات۔ اور مختلف حکومتوں کے باہم تعلقات کو درست کیا جائے۔ اور اس طرح اسلام انسانی تعلقات کے ہر پہلو سے منافرت کے ہر عنصر کو خارج کرتا ہے۔ اور کامل صلح دنیا میں قائم کرتا ہے؛

اسلام اپنے نام سے ہی امن و اتحاد کے تصور کو ترقی دیتا ہے۔ اسلام کے معنی ہیں سلامتی رضائے الٰہی کی کامل تابعداری جو کامل ہم آہنگی ہے۔ اور اس طرح کامل صلح اور امن و امان ہے مسلمان ایک دوسرے سے ملتے وقت السلام علیکم کہتے ہیں۔ اور تمام دنیا میں ہر مسلمان مرد عورت یا بچہ ہر روز دوسرے سے ملتے یا جدا ہوتے ہوئے السلام علیکم کہہ کر جو کہ ایک ہی وقت میں دعا اور سلام ہے۔ محبت اور اتحاد کی فضاء کو ترقی دیتا ہے۔ اور دوسرا بھی جواب میں وعلیکم السلام کہہ کر ایسا ہی کرتا ہے اسلام نے تعلیم اور عمل سے کامل انسانی مساوات کو قائم کیا ہے۔

مسٹر Lewis Browne نے اپنی تصنیف This believing world میں لکھا ہے۔ کہ اسلام کا سب سے بڑا تحفہ مساوات انسانی کا آئیڈیل ہے۔ جو اس نے کسی نہ کسی طرح سے بیسیوں اقوام کے دماغوں میں داخل کر دیا ہے۔ صرف خدا کی توحید نہیں۔ بلکہ نسل انسانی کی وحدت بھی اگر کوئی شخص ایک بار بھی مسجد میں چلا جائے۔ تو وہ اسلامی مساوات اور اتحاد کا ایک ایسا زندہ کرشمہ دیکھ سکتا ہے کہ جس کی نظیر کہیں اور ملنی ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ اسلام نے مذہب و سائنس کے دیرینہ اختلاف کو بھی دور کر دیا ہے۔ اس کی تعلیم یہ ہے۔ کہ یہ دونوں ایک ہی سرچشمہ سے نکلے ہیں مذہب کی بنیاد براہ راست الہام پر ہے جو خدا کا قول ہے۔ اور سائنس بالواسطہ الہام ہے۔ جو خدا تعالےٰ کا فعل ہے۔ اور اس وجہ سے ان دونوں میں حقیقتاً کوئی تصادم نہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کا تتمہ ہے۔ قرآن کریم جو خدا تعالےٰ کا قول ہے۔ اپنی تعلیمات کی وضاحت اور ان پر زور دینے کے لئے بار بار نیرنگیٔ قدرت کی طرف جو خدا تعالےٰ کا فعل ہے توجہ دلاتا ہے۔ اور اس میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ قدرت کی نیرنگیوں پر غور و فکر کیا جائے۔ تا خدا اور بندے کے درمیان جو تعلق ہے۔ وہ اچھی طرح سمجھ میں آسکے۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کائنات میں امن و اتحاد پیدا کرنا منشاء الٰہی ہے اور جیسا کہ جسمانیات میں اس کے لئے انتظام کیا گیا ہے۔ اسی طرح روحانیات میں بھی ہے۔ جسمانیات میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ نقل و حرکت اور خط و کتابت کے ذرائع ہیں۔ حیرتناک ترقی اور دوسری سہولتوں کی وجہ سے بنی نوع انسان کے مختلف حصے بہت جلد گویا کہ ایک خاندان کے افراد کی طرح ہو گئے ہیں۔ اس لئے ہم پر واجب ہے کہ اس روحانی ضرورت کا احساس کریں۔ اور اپنے کو اس پاکیزہ مقصد کے پورا کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں۔ کہ یہ ضرور پوری ہو کر رہے گی لیکن یہ ہمارے اپنے اختیار میں ہے۔ کہ یہ ہمارے ذریعہ پوری ہو یا ہمارے بغیر ہر وہ چیز جو اس مقصد کے حصول کے رستہ میں روک ہو۔ جو بنی نوع کے اتحاد میں نئی روکاوٹیں پیدا کرے یا پرانی روکاوٹوں کے قیام میں ممد ہو۔ دور کر دی جائے گی۔ اور جو اسے پورا کرنے میں ممد و معاون ہوگی۔ وہ قائم رہیگی اور ترقی پائے گی

اسی طرح اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحم نے انسان کے روحانی اتحاد کے بھی سامان پیدا کئے ہیں جب انسان ابھی بچہ تھا۔ اور لوگ روئے زمین کے مختلف حصوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ اور ان کے درمیان راہ و رسم اور رسل و ملاقات کے ذرائع بہت محدود تھے۔ تو اللہ تعالیٰ ہر قوم کے لئے علیحدہ علیحدہ نبی اور مامور مبعوث کرکے جو کہ اس کی مرضی کو ظاہر کرنے والے ہوتے تھے۔ ان کی روحانی ہدایت کا سامان کرتا تھا۔ مگر جب انسانوں میں روابط کے ذرائع زیادہ وسیع ہونے لگے۔ تو اس نے اپنی مرضی کو نبیوں کے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن میں ظاہر کیا۔ جو اپنے آپ کو پہلی الہامی کتابوں کا مصدق اور ان کا خلاصہ اور ہر زمانہ اور تمام اقوام کے لئے ایک مکمل شریعت قرار دیتا ہے؛

اس کے علاوہ ایک اور وعدہ بھی پورا ہونے والا تھا۔ خدا کے بہت سے عظیم الشان انبیاء نے اللہ تعالےٰ سے الہام پاکر یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ آخری زمانہ میں وہ لوگوں کی ہدایت کے لئے پھر آئیں گے لیکن جس وقت ہم یہ سمجھ لیں۔ کہ تمام الہامی صداقتیں ایک ہی منبع سے آئی ہیں۔ تو ہم کو فوراً سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ تمام گذشتہ بڑے بڑے انبیاء کی دوبارہ آمد کا وعدہ ایک شخص کی آمد سے پورا ہونا چاہیئے جو ان تمام کا بروز ہو۔ یہ انبیاء کے آنے کے وعدے حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کی آمد سے پورے ہو گئے ہیں۔ آپ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو جری اللہ فی حلل الانبیاء کے لقب سے ملقب کیا ہے۔ آپ کی ذات میں ہندو کرشن یہودی و عیسائی مسیح۔ مسلمان مہدی معہود اور تمام دوسرے مذاہب اپنے اپنے آنیوالے پیشوا کو دیکھ سکتے ہیں۔ اب یہ الٰہی ارادہ ضرور پورا ہوگا۔ اور آپ کے ذریعہ نسل انسانی میں اتحاد قائم کیا جائے گا۔ اب ہمارا اپنا اختیار ہے۔ کہ خدا کے اس ارادہ کے پورا ہونے میں ہم بطور ہتھیار استعمال ہوں۔ یا اس کے رستہ میں روک اور اس سے لڑنے والے ثابت ہوں؛ اے خدا اپنے بے انتہا فضل و رحم سے ہمیں ان لوگوں میں

مولوی ثناء اللہ صاحب کا مؤکد بعذاب حلف سے گریز

مولوی صاحب کی حواس باختگی

ناظرین الفضل اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ ایک مدت سے مولوی ثناء اللہ صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب پر مؤکد بعذاب قسم کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اور کئی بار ان سے کہا جا چکا ہے۔ کہ اگر وہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں حق بجانب سمجھتے ہیں۔ تو مؤکد بعذاب قسم کے ساتھ اس کا اعلان کریں۔ اس معقول مطالبہ نے مولوی صاحب کو حواس باختہ اور پریشان کر رکھا ہے۔ اور وہ طرح طرح کے حیلے بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آبادی نے جب اپنے اس وزنی مطالبہ کو الفضل مورخہ ۵ اپریل ۱۹۳۴ء میں دہرایا۔ تو مولوی صاحب بہت گھبرائے اور کئی دن کی سوچ بچار کے بعد جواب میں "قادیانی نبی کی تحریر فیصلہ کن ہے یا میری حلف" عنوان دے کر لکھتے ہیں۔

"فیصلہ کی جو صورت خود بانی مذہب۔ مدعی وحی و الہام نے قرار دی ہے وہ زیادہ مفید اور انسب ہے۔ یا جو صورت ایک امتی نے قرار دی ہے وہ فیصلہ کن ہوسکتی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ بانی مذہب صاحب وحی کا فیصلہ سب پر ناطق ہوگا۔" (اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۴ء)

اس کے متعلق گذارش یہ ہے۔ کہ بے شک فیصلہ کی جو صورت صاحب وحی نے قرار دی۔ وہی زیادہ مفید۔ انسب اور فیصلہ کن ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آپ نے اس طریق فیصلہ کو صاحب وحی کی زندگی میں کیوں منظور نہ کیا۔ اور کیوں لکھا۔

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء) نیز یہ کہ "تمہاری یہ تحریر کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔" وغیرہ

کس قدر حیرانی ہے۔ کہ پہلے جس طریق فیصلہ کو مولوی صاحب غیر معقول کہتے تھے۔ اسی کو آج فیصلہ کن اور زیادہ انسب کہہ رہے ہیں۔ سچ ہے۔

آنچہ دانا کند۔ کند نادان
لیک بعد از خرابی بسیار

منکر نبوت سے مطالبہ حلف

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"منکر نبوت (کافر) پر از روئے قرآن و حدیث حلف نہیں رکھی گئی۔ ثبوت دیجئے تو حلف لیجئے۔ باوجود اس کے ہم بارہا حلف بھی اٹھا چکے ہیں۔"

لیکن جب از روئے قرآن و حدیث اس معاملہ میں حلف اٹھانا جائز نہیں۔ تو آپ نے قرآن و حدیث کی خلاف ورزی کیوں کی؟ اور کیوں بقول خود "بارہا حلف" اٹھائی۔ لیکن یہ بھی مولوی صاحب کا جھوٹ ہے۔ کیونکہ ہمارے مطلوبہ الفاظ میں انہوں نے ابھی تک ایک بار بھی مؤکد بعذاب قسم نہیں کھائی۔ ثبوت دیجئے تو پچیس ہزار انعام لیجئے۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ منکر نبوت پر از روئے قرآن و حدیث حلف نہیں رکھی گئی۔ سو اس کے متعلق یہ گذارش ہے کہ آپ قرآن مجید کی کوئی آیت یا حدیث اس بارے میں پیش کریں۔ جس میں کسی فریق کے مطالبہ حلف پر حلف اٹھانے سے منع کیا گیا ہو۔ ورنہ عدم ذکر سے عدم شے لازم نہیں آتا لہذا آپ کا یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین۔ (سورہ جمعہ)

یعنی اے رسول یہود سے کہو کہ اگر تمہیں اس بات کا زعم ہے۔ کہ تم ہی اللہ تعالیٰ کے دوست اور مقرب ہو۔ اور دوسرے ہم مفتری علی اللہ ہیں تو آؤ۔ موت کی تمنا کرو۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔

اس آیت سے صاف استنباط ہوتا ہے۔ کہ منکر نبوت سے مؤکد بموت یا مؤکد بعذاب دعا کرنے کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔ اور بالمقابل موت کی تمنا کرنے کے یہی معنی ہیں کہ الٰہی! اگر میں اس مدعی نبوت کی تکذیب میں حق بجانب نہیں تو مجھ پر موت کی صورت میں عذاب نازل کر۔ اور یہی مطالبہ ہمارا مولوی ثناء اللہ صاحب سے ہے کہ اگر انہیں یقین ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (نعوذ باللہ) مفتری علی اللہ اور کاذب ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک اپنے جسم خاکی کے ساتھ چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور آئندہ کسی وقت آسمان سے اتریں گے۔ تو اپنے ان مسلمہ اعتقادات پر مؤکد بعذاب قسم کھا جائیں۔ ورنہ یاد رکھیں۔ ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملاقیکم۔ الخ

مساوی شرط ہونی چاہیئے

آگے مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"میں روپیہ آپ کا نہیں لیتا۔ ہاں یہ چاہتا ہوں۔ کہ چونکہ آپ نے بحکم خلیفہ صاحب قادیان ایسا لکھا ہے۔ اس لئے خلیفہ محمود احمد سے یہ اعلان کرا دیں۔ کہ بعد حلف مولوی ثناء اللہ اگر ایک سال تک زندہ رہا۔ تو میں محمود احمد دوسرے سال کے پہلے ہی روز اپنے والد کو دعویٰ مسیحیت میں جھوٹا جانوں گا۔"

مولوی صاحب کی اس شرط میں مکر و فریب کی ایک دنیا پنہاں ہے۔ کیونکہ اس کا صاف مطلب بالفاظ دیگر یہ ہے۔ کہ ایک سال تک آپ کے زندہ رہنے کی صورت میں ساری جماعت احمدیہ معہ اپنے امام کے آپ کی ہم خیال ہو جائے۔ لیکن اگر آپ ایک سال کے اندر مر گئے۔ تو آپ کے ہم خیالوں میں سے کوئی بھی احمدی نہ ہو۔ کیونکہ آپ کسی جماعت کے امام اور پیشوا نہیں ہیں۔ اس لئے آپ کا مرنا دوسرے مسلمانوں پر حجت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ کہیں گے کہ مولوی صاحب اپنے افعال و اقوال کے خود ذمہ وار ہیں لہذا فریقین کے لئے مساوی شرط ہونی چاہئے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ آپ کم از کم ۶۶ ہزار اہلحدیث افراد کے نام اور پورے پتے ہم کو دیں۔ جن پر ان کے اپنے دستخط ہوں۔ اور اس امر کا اقرار۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب سال کے اندر مر گئے۔ تو ہم سارے کے سارے اہلحدیث احمدی جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور حضرت مرزا صاحب کو ان کے دعوے میں صادق جانیں گے دیکھئے کیسی منصفانہ شرط ہے۔ اگر ہمت ہے تو میدان میں آئیے۔ اور اپنے مومن باللہ ہونے کا ثبوت پیش کیجئے۔

۶۶ ہزار کی شرط اس لئے ہے۔ کہ آپ اپنے اخبار میں احمدیوں کی تعداد ۶۶ ہزار تسلیم کر چکے ہیں۔ جیسا کہ لکھتے ہیں۔

جدید مردم شماری میں پنجاب کی ساری جماعت قادیانی اور لاہوری ۵۶ ہزار نکلی۔ اور ان کے علاوہ پانچ دس ہزار دیگر بلاد کے احمدی ہونگے۔ جو بقول خلیفہ محمود بہت ہی کم ہیں۔ سارے مل ملا کر ۶۶ ہزار ہوں گے" (اہلحدیث ۱۹ جنوری ۱۹۳۴ء)

ایک اور صورت

اگر مولوی صاحب کو یہ مساوی شرط منظور نہ ہو۔ تو ایک صورت یہ بھی ہے۔ جس کا آپ حضرت امام جماعت احمدیہ سے مطالبہ کر سکتے ہیں۔ اور اس مطالبہ میں ایک حد تک آپ کو حق بجانب کہا جا سکتا ہے۔ یعنی ہم جن الفاظ میں آپ سے مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ویسا ہی مطالبہ آپ حضرت امام جماعت احمدیہ سے کریں۔ کہ میں (مولوی ثناء اللہ) آپ کے مطلوبہ الفاظ میں حلف اٹھاتا ہوں۔ آپ (یعنی حضرت امام جماعت احمدیہ بھی) حضرت مرزا صاحب کی سچائی پر اور اس بات پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور وہ آئندہ زمانے میں نازل نہیں

ہونگے۔ بلکہ وہ موعود مسیح جس کا امت محمدیہ کو وعدہ دیا گیا تھا۔ وہ حضرت مرزا صاحب ہیں مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں۔ چونکہ یہ ایک قسم کا مباہلہ ہوگا۔ لہٰذا کسی شرط کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ خود حق و باطل میں فیصلہ کرے گا۔

ہر احمدی حلف کے لئے تیار ہے

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ

"بھلا یہ کوئی انصاف ہے۔ کہ میں ایک مدت پوری کر کے ایک احمدی کا تقاضا پورا کروں۔ پھر دوسرے کا پھر تیسرے کا علیٰ ہذا القیاس۔ اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ ان لوگوں کی خواہشات پوری کرتے کرتے کسی نہ کسی مدت میں تو مروں گا"

یہاں بھی مولوی صاحب نے مغالطہ دینا چاہا ہے۔ ہم کب کہتے ہیں۔ کہ آپ ہر جگہ ہمارے مطلوبہ الفاظ میں حلف اٹھاتے پھریں۔ آپ صرف ایک دفعہ ہمارے الفاظ میں قسم کھا جائیں۔ دوسرے جس شہر کی جماعت احمدیہ آپ سے قسم کا مطالبہ کرے۔ آپ اس سے دس ہزار انعام مانگیں۔ اگر وہ انعام دے تو بے دھڑک قسم کھا جائیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جب آپ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں۔ تو قسم کھانے میں کیوں پس و پیش کرتے ہیں آپ کا اپنے معتقدات پر قسم نہ کھانا بتاتا ہے۔ کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ آپ ہم سے جس وقت اور جہاں چاہیں۔ مؤکد بعذاب قسم لے سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم کو اپنے حق پر ہونے کا یقین کامل ہے۔ ہم کبھی پس و پیش نہیں کریں گے۔ خواہ آپ دس بیس دفعہ بھی حلف لینا چاہیں۔ ؏

(خاکسار:۔ حافظ سلیم احمد اٹاوی)

ضرورت خادمات

(۱) بالو احمد گل صاحب بغداد (عراق) سے اطلاع دیتے ہیں کہ میرے چھوٹے بھائی کو گھر کے کاروبار اور بچوں کی نگہداشت کے لئے ایک خادمہ کی ضرورت ہے۔ جو کھانا پکانے اور دیگر امور خانہ داری سے واقف ہو۔ مخلص احمدی ہو۔ معمولی تعلیم بھی رکھتی ہو۔ ۱۵ سے ۲۰ روپیہ تنخواہ اور خوراک نیز کرایہ آمد و رفت دیا جائے گا۔ اگر کوئی دوست ایسی خادمہ کا انتظام کر سکیں تو براہ راست پتہ ذیل پر اطلاع دی جائے۔

بالو احمد گل صاحب پوسٹ بکس ۱۰۰ بغداد

(۲) ڈاکٹر محمد عمر صاحب اسسٹنٹ سرجن بریلی کی اہلیہ صاحبہ کو جو آج کل لاہور میں ہیں۔ ایک خادمہ کی ضرورت ہے۔ جس کا کام بچوں کو کھلانا اور انکی نگہداشت کرنا ہوگا۔ اگر ایسی خادمہ ہو۔ جس کی اولاد نہ ہو۔ اور ادھیڑ عمر کی ہو۔ تو اسے ترجیح دی جائیگی۔ تنخواہ حسب استعداد کام ہوگی۔ ڈاکٹر محمد عمر صاحب اسسٹنٹ سرجن سول ہسپتال بریلی صوبہ یو۔ پی۔

مجوزہ مسودہ قانون زمینداراں

اور

گورنمنٹ پنجاب

زمینداروں کی مشکلات

غریب زمینداروں کی مصیبت کوئی ایسی مصیبت نہیں۔ جسے نظر انداز کیا جا سکے۔ بلکہ نہ صرف ان لوگوں کا جو ان کے پیدا کردہ اناج پر گذران کرتے ہیں۔ بلکہ خود گورنمنٹ کا بھی فرض ہے۔ کہ اس طبقہ کی مشکلات کا تدارک کرے۔ اور ان کی فلاح و بہبودی کے ذرائع جاری کرے۔ کیونکہ ہندوستان کی آمدنی کا مدار بھی اسی غریب اور فلاکت زدہ طبقہ پر ہے جو ہر سال نہایت صبر و استقلال کے ساتھ اپنی آمد کا پانچواں حصہ گورنمنٹ کی نذر کر دیتا ہے۔ اور بعض ریاستوں میں تو کاشتکاروں کو اس سے بھی زیادہ دینا پڑتا ہے۔

اگر کوئی شخص نیک نیتی کے ساتھ غور کرے۔ کہ ہندوستان میں سب سے زیادہ مفید طبقہ جو ہندوستان کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتا ہے کون سا ہے۔ تو اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ نہ تو امیروں اور دولتمندوں کا گروہ ہے۔ اور نہ ہی تجارت پیشہ لوگ ہیں۔ بلکہ وہ ہندوستان میں بسنے والی سب قوموں سے زیادہ غریب قوم ہے۔ جسے کاشتکار یا زمیندار کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ مجھے اس جگہ نہ ان کی محنت و مشقت کا ذکر کرنا ہے اور نہ ہی ان کی مالی حالت کا۔ بلکہ میرا مقصد یہ ہے۔ کہ زمینداروں کے قرضہ کے متعلق جو امر زیر غور ہے۔ ضروری تھا کہ بہت عرصہ پیشتر اسے سرانجام دیا جاتا۔

ساہوکاروں کی مخالفت اور حکومت

ساہوکار ہمیشہ اس قانون کے پاس ہونے میں سد راہ بنتے رہے ہیں۔ جس کا تعلق زمینداروں کو تباہی و بربادی سے بچانا ہوتا ہے۔ اور آج کل بھی ان کی طرف سے گورنمنٹ کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ کہ اگر غریب کاشتکاروں کی حفاظت کے لئے کوئی ایسا بل پاس ہو گیا۔ تو وہ یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے۔ مگر ہمارا خیال ہے۔ کہ گورنمنٹ ان دھمکیوں سے تو مرعوب نہیں ہوگی۔ البتہ گورنمنٹ چونکہ خود سود لیتی اور سود دیتی ہے بہت سے اس کے کام سود پر ہی چل رہے ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ سے آسانی کے ساتھ امید نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ سود کا جو زمینداروں کی تباہی کا اصل موجب ہے۔ کلیتہً انسداد کرے۔ اس میں شبہ نہیں۔ گورنمنٹ اگر چاہے۔ تو ساہوکاروں کی زبردستیاں روک سکتی ہے۔ ساہوکاروں کی دھمکیاں کانگرسی لوگوں کی دھمکیوں سے زیادہ بااثر ثابت نہیں ہو سکتیں۔ گورنمنٹ کے مقابلہ میں کانگرس بالکل شکست کھا چکی ہے اور اس وقت ایک عضو معطل سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ ان حقائق کے پیش نظر ساہوکاروں کی دھمکیاں بالکل بے حقیقت معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن جب تک زمینداروں کی طرف سے پر زور مطالبہ نہ ہوگا۔ کوئی ایسا قانون پاس ہونا جو ان کے لئے حقیقت میں مفید ہو سکے۔ مشکل ہے۔

زمینداروں پر قرض کا بار

گورنمنٹ کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ صوبہ پنجاب میں جو زراعت میں سب صوبوں سے بڑھا ہوا ہے۔ کہ زمینداروں کو گورنمنٹ کے لگان سے کئی گنا زیادہ سود قرضخواہوں کو دینا پڑتا ہے۔ گورنمنٹ کا لگان زمین کی پیداوار کا پانچواں حصہ ہوتا ہے۔ لیکن قرضخواہوں کا قرض کسان کی تین سال کی آمدنی کے برابر ہوتا ہے۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب میں دس لاکھ کے قریب خاندان ایسے ہیں۔ جن کے پاس زمین بالکل نہیں ہے۔ اور وہ دوسرے زمینداروں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں ان میں کا ہر ایک خاندان اوسطاً ۲۵۰ روپے کا مقروض ہے۔ اگر زمین کے مالک زمینداروں کا ۷۵ کروڑ روپیہ بھی اس میں جمع کر لیا جائے۔ تو یہ رقم ۹۰ کروڑ روپے تک جا پہنچتی ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ ہر سال کسانوں پر قرض کا بار کس قدر بڑھ جاتا ہے۔

پنجاب میں ۱۷ فیصدی سے زیادہ مالکان زمین قرض کی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ زیر رہن پر راہن کسانوں کو ۷۵ فیصدی تک سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور اوسطاً ہر ایک راہن ۴۶۳ روپے کا مقروض ہے۔ بزار علوں میں قرض کی مرض اس قدر پھیلی ہوئی ہے کہ ان میں ہر ایک خاندان اوسطاً ۵۰۰ روپے کا مقروض ہے۔ یعنی ۱۲ روپے فی بیگھہ قرض دینا پڑتا ہے۔ اور ۱۶۷ روپے ہر ایک مزارع کو قرض کی یہ رقم تقریباً ان کی سالانہ آمدنی کے برابر ہو جاتی ہے۔ ہر سال ۱۳ کروڑ قرض میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جو صوبہ پنجاب کے لگان سے تین گنا ہے۔ اگر اسی اندازے کے مطابق تمام برٹش انڈیا اور برما کے زمینداروں کے قرض کا اندازہ لگایا جاوے۔ تو یہ رقم ۹۰۰ کروڑ روپے تک پہنچ جاتی ہے۔

مجوزہ قانون میں سود کی تعیین

اس وقت پنجاب کے زمینداروں کا قرض ۱۳۵ کروڑ روپے بتلایا جاتا ہے۔ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے صوبہ سرحد کی کونسل کی طرح سب کا سب قرض منسوخ کر دے۔ مجوزہ مسودہ قانون میں یہ تجویز کیا گیا ہے۔ کہ جو زمیندار

اصل زر کے برابر سود اور اصل رقم ادا کر دے۔ ساہوکار کو اس سے کسی مزید رقم وصول کرنے کا حق نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر یہ بات غریب اور تباہ حال زمینداروں کے لئے زیادہ نفع رساں نہیں ہو سکتی سود کی رقم اور زیادہ محدود ہونی چاہیئے۔ اگر پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے وردمند ممبر توجہ کریں۔ تو اس وقت جبکہ مسودہ قانون زیر غور ہے۔ اسے مفید شکل میں ڈھال لینا مشکل نہیں ہو سکتا۔

گورنمنٹ سے

گورنمنٹ کو ملحوظ رہے۔ کہ یہ قانون محض غریب زمینداروں کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ اس کے سودی لین دین کے معاملہ پر اثرانداز نہیں ہو سکتا۔ نیز جیسا کہ اخبار الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں جناب محمد اللہ بخش صاحب ضیاء نے تحریر فرمایا ہے۔ گورنمنٹ کو یہ بات نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ کانگرس کا منشاء ہے۔ کہ کسانوں کا ناطقہ بند کر کے انہیں روس کے کاشتکاروں کی مانند شمالی ہند میں شورش کے لئے تیار کر دے۔ کانگرسیوں اور اس کے سرمایہ دار حامیوں کی زمینداروں کے خلاف تمام مساعی اسی غرض سے ہیں۔ لہذا گورنمنٹ کو بھی اس وقت دوراندیشی اور پیش بینی سے کام لینا چاہیئے۔

خاکسار امیر عالم بی۔ اے۔ از پٹیالہ

ہیڈ ماسٹر کی ضرورت

۱۰/۱۳ بٹالین ڈپو (جس کو ۱۳ فرنٹیئر فورس رائفلز کہتے ہیں) جہلم میں ایک ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے۔ جو امیدوار کار نیک اور تنخواہ کے علاوہ تیس روپے ماہوار الاؤنس دیا جائیگا۔ پنجابی مسلمان یا سکھ ڈوگرے کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواستیں معہ سندات وغیرہ کمانڈنٹ صاحب ۱۰ بٹالین ۱۳ فرنٹیئر فورس رائفلز جہلم کے پتہ پر بھیجی جائیں۔

لکھنؤ میں تبلیغ احمدیت

اس دفعہ محرم میں اہل سنت کے متعدد علماء کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا جس میں علاوہ بدعات محرم کے انسداد کے احمدیوں کے کاسر پرالبرز رسید کرنے کی ڈینگ بھی ماری گئی تھی۔ مولوی ابو الوفا شاہجہانپوری کی طرف سے یہ چیلنج دیا گیا تھا۔ کہ مجھ سے مناظرہ کر لیں۔ اس پر ہمارے ہم آدمی مولوی صاحب سے شرائط مناظرہ اور مضمون زیر بحث کا تصفیہ کرنے گئے۔ تو مولوی صاحب بحث سے گریز کر گئے۔ ہم نے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں ان کے بحث سے فرار کی حقیقت ظاہر کر دی ہے۔ محرم کے دنوں میں ہماری طرف سے خوب تبلیغ ہوئی اور اشتہار پر اشتہار شائع کئے گئے (نامہ نگار از لکھنؤ)

احمدیت کی ترقی اور غلبہ کا اعتراف

غیر احمدی علماء کی زبان سے

ہمارے گاؤں میں جب ۱۹۳۱ء میں احمدیہ جلسہ کیا گیا تو اس وقت قادیان سے تین مبلغ بلائے گئے تھے۔ انہوں نے اپنے جلسہ میں تقاریر کرنے کے علاوہ گاؤں کے دردمند غیر احمدیوں کی ایک انجمن کی بھی بنیاد رکھی۔ اور اس کا نام "اصلاح المسلمین" تجویز کیا۔ اس انجمن نے اب تنظیمی صورت اختیار کر لی ہے۔ یہ انجمن گو غیر احمدی نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ اور ہماری طرف سے کوئی فرد بھی اس کا رکن نہیں لیکن یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ انجمن مذکور کے احمدیوں کے ساتھ عمدہ تعلقات ہیں۔ غیر احمدی علماء کبھی کبھی آکر اپنی تقاریر میں احمدیت کے خلاف سخت زہر اگلتے رہتے ہیں۔ جن کا ہماری طرف سے تسلی بخش جواب دیا جاتا ہے۔ حال میں اس انجمن کا جلسہ ہوا۔ خاکسار نے انجمن کے کارکنوں سے دریافت کر لیا تھا۔ کہ اگر آپ کے علماء نے احمدیت کے خلاف کچھ کہنا ہو۔ تو خاکسار بھی دار الامان سے مبلغ منگا لے۔ لیکن انہوں نے کہا۔ کہ ہمارے مبلغ کچھ نہیں کہیں گے۔ باوجود منامی لوگوں کے روکنے کے مولویوں نے احمدیت کے خلاف زور لگایا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان کے مونہوں سے احمدیت کے غلبہ اور صداقت کا اظہار کرایا چنانچہ جلسہ عام میں ان کا آپس میں جو مکالمہ ہوا۔ وہ خلاصۃً درج ذیل ہے۔

ایک مشہور مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا۔ مولانا ظفر علی اس وقت مرزائیوں کے پیچھے خوب پڑا ہوا ہے۔ اے مسلمانو تم مولانا ظفر علی کا ساتھ دو۔ اور احمدیت کو کچل ڈالو۔ ایک اور مولوی صاحب نے کہ وہ بھی کافی شہرت رکھتے ہیں۔ اول الذکر مولوی صاحب کے جواب میں کہا۔ ظفر علی احمدیت کی مخالفت کر کے سخت ذلیل ہو گیا ہے۔ اس کا ساتھ دینے سے احمدیت اور پھیلے گی۔ ظفر علی وہ ہے

جس کو چار پیسے کا اعتبار سودا بھی اب بازار سے نہیں ملتا

اس پر پہلے مولوی صاحب نے کھسیانے ہو کر کہا۔ بڑے بڑے تمام شہروں سے مرزائیت مٹ رہی ہے۔ اس کا جواب دوسرے غیر احمدی مولوی صاحب نے یہ دیا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ احمدیت مٹ رہی ہے۔ بلکہ ہماری سخت مخالفت کے دباؤ کے باعث اور ابھر رہی ہے۔ پیر جس قدر گریجوایٹوں۔ وکیلوں۔ بیرسٹروں اور ججوں وغیرہ سے ملتا ہوں۔ وہ سب احمدیوں کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ اور ان پر احمدیت کا جادو چل رہا ہے۔ عام لوگوں میں بھی یہی رجحان ہے۔ پھر ایک واقعہ سنایا۔ کہ غیر احمدیوں نے احمدیت کی وکالت کرتے ہوئے میرا ناطقہ بند کر دیا۔ اس کے بعد ایک اور مولوی صاحب نے کہا۔ کہ مولوی صاحب تو یہ کہتے ہیں۔ کہ تمام شہروں سے مٹ رہی ہے۔ لیکن ہمارے گھروں میں تو اب گھسنی شروع ہوئی ہے۔ میرے نہایت مجھ دار چار رشتہ دار حال ہی میں احمدی ہو گئے ہیں۔ ہوسکتو اس احمدیت کی بڑھتی ہوئی رو کو کچلنے سے یہ اور زور سے پھیلے گی ہمیں اس کے مقابلہ کے لئے کوئی اور ذرائع کام میں لانے چاہئیں وغیرہ وغیرہ۔

الغرض غیر احمدی علماء نے پبلک میں احمدیت کے غلبہ اور اس کی ترقی کے متعلق خوب زور و شور سے تبلیغ کی۔ اور ہمارا کام اللہ تعالیٰ نے ان سے کرا دیا۔ الحمد للہ

خاکسار محمد مراد مبلغ اسلام ڈاکخانہ کی پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ

مسلمان اور سکھ زمینداران ضلع گورداسپور کے جلسے

مسودہ قانون متعلق قرضہ زمینداران کے متعلق چونکہ دیہاتی لوگ اکثر ناواقف ہیں۔ اس لئے ان کی طرف سے اس کی تائید میں اب تک بہت کم آواز اٹھائی گئی ہے۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ اگر دیہاتی زمینداروں کو ضروری حالات سے واقف کیا جائے۔ تو وہ پر زور آواز اٹھائیں یہ کام لکھے پڑھے اور سمجھدار زمینداروں کو کرنا چاہیئے۔ تاکہ سود خوار جو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ زمینداروں کو اس قسم کے قانون کی ضرورت نہیں۔ اس کی تردید ہو سکے ذیل میں دو مقامات کی اطلاع شائع کی جاتی ہے۔ جہاں مولوی محمد رمضان صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ اٹھوال کی سعی سے زمینداروں نے جلسہ منعقد کر کے قرار دادیں پاس کیں۔

۲۵ اپریل کو زیر صدارت چودھری احمد دین صاحب نمبردار زمینداران موضع چک بڑوریہ ضلع گورداسپور کا جلسہ منعقد ہوا۔ اور ۲۶ اپریل کو زیر صدارت چودھری دسادا سنگھ نمبردار کوٹ ستوک رائے زمینداران دہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ ان دونوں جلسوں میں حسب ذیل تجاویز بالاتفاق رائے پاس ہوئیں۔

(۱) پنجاب کونسل کے ممبروں کی خدمت میں بزور درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ زمینداروں کے حال زار پر رحم کرتے ہوئے مجوزہ قانون قرضہ کو بہترین صورت پاس کرا کر جلد از جلد نافذ کرائیں۔

(۲) بٹالہ میں جن دو سکھ زمینداروں نے غیر کاشتکاروں کی کانفرنس کے موقعہ پر ساہوکاروں کی حمایت میں اعلان کیا۔ ان کے اس فعل کو ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(۳) اس کارروائی کی نقول سکرٹری صاحب پنجاب کونسل لاہور اور اخبارات میں بھیجی جائیں

سیلون میں جماعت احمدیہ کی ترقی

سیلون میں پانچ جگہ احمدی جماعتیں قائم ہیں۔ کولمبو۔ نگمبو گمپلا۔ پانڈورا۔ الٹ گما۔ نگمبو میں ایک مسجد ہے اور کولمبو کی جماعت سب سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے تامل اخبار "توشن" کے ذریعہ سیلون میں احمدیت پھیلتی جاتی ہے مختلف مقامات سے اعتراض وغیرہ آتے ہیں۔ جن کے جواب اس اخبار میں دئے جاتے ہیں۔ اس سے لوگوں پر بہت اثر ہوتا ہے۔ پہلے یہ اخبار ہفتہ وار چھ صفحوں پر نکلتا تھا۔ لیکن اب ماہوار چالیس صفحوں پر نکالتے ہیں۔ دو تین مقامات پر نئی جماعتیں قائم ہونے والی ہیں۔ الٹ گما کی نئی جماعت ہے۔ وہاں پر مخالفوں نے احمدیوں کو بہت تنگ کر رکھا ہے۔ بائیکاٹ کیا ہوا ہے ایک احمدی کو سخت زخمی کر دیا گیا۔ نیز ہمارے خلاف ایک مقدمہ بھی دائر کر رکھا ہے۔ جو زیر سماعت ہے وہاں کے ایک احمدی نے اپنی کچھ زمین قبرستان کے واسطے دی ہے۔ جس کے لئے گورنمنٹ کی منظوری ضروری ہے۔ اس میں بھی مخالفوں نے روکاوٹیں پیدا کر رکھی ہیں۔ باوجود اس کے جماعت ترقی کر رہی ہے جنوبی ہند میں بھی ہمارے اخبار کے ذریعہ احمدیت پھیل رہی ہے وہاں ساتان کلم ایک گاؤں میں احمدیہ انجمن قائم ہوئی ہے سیلون کی جماعت کی ترقی کے لئے احمدی دوستوں سے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار۔ عبدالمجید ایڈیٹر توشن سیلون)

برہمو سماج کے جلسہ میں تقریر

۲۲ اپریل برہمو سماج کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں مختلف مذاہب کے نمائندگان نے تقاریر کیں۔ ہماری طرف سے مولوی دل محمد صاحب نے آدھ گھنٹہ تقریر کی۔ اور بیان کیا۔ کہ یہ تحریک سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جاری فرمائی تھی۔ کہ ایک دوسرے مذہب کے بزرگوں کی خوبیاں بیان کر کے ملک میں اتحاد پیدا کیا جائے۔ مولوی صاحب کی تقریر کا اچھا اثر ہوا۔

(خاکسار۔ نذیر احمد سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ سیالکوٹ)

اعلان برائے سکرٹریان تبلیغ

(۱) سکرٹری صاحبان تبلیغ اپنی رپورٹوں میں ضرور اس بات کا ذکر کیا کریں۔ کہ دفتر کی طرف سے جو اشتہار یا ٹریکٹ شائع ہوتے ہیں۔ وہ انہوں نے خود پڑھ کر اور کتنے لوگوں کو پڑھوائے۔ (۲) رپورٹ ماہوار

نامہ حیدرآباد دکن

حیدرآباد کی جماعت میں مخالفوں کے باعث بیداری اور ردعمل پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ تبلیغ کی طرف نسبتاً زیادہ توجہ ہے ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے اجلاس بدستور سابق باقاعدگی کے ساتھ ہوتے ہیں۔ گذشتہ دو اجلاس میں الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیر مختلف موضوعات پر تقاریر فرما چکے ہیں۔

ہفتہ اول میں آپ نے "رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحف سابقہ میں" کے موضوع پر احمدیہ جوبلی ہال میں تقریر کی مقامی اخبارات کے ذریعہ پبلک کو مطلع کر دیا گیا تھا۔ نیز مطبوعہ پروگرام کے ذریعہ بھی لوگوں کو اطلاع تھی۔ اس لئے کافی تعداد میں لوگ موجود تھے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نظم اور آپ کی تعلیم کا کچھ حصہ کشتی نوح میں سے پڑھ کر سنایا گیا۔ اس کے بعد مولانا موصوف نے بائیبل سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے متعلق پیشگوئیاں بیان کیں۔ سامعین جن میں کثیر تعداد غیر احمدی احباب کی تھی بہت متاثر ہوئے۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اور سلسلہ کا لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔

دوسرے جمعہ پھر مولانا نے "اسلام ممالک غربیہ میں" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اس دفعہ بھی جلسہ کی ابتدا تلاوت قرآن مجید حضرت مسیح موعود کی ایک نظم اور آپ کی تصنیف الوصیت کا ایک حصہ پڑھ کر کی گئی۔ اس لیکچر کا اعلان بھی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے مقامی اخبارات میں ہو چکا تھا۔ ہمیں مسرت ہے کہ غیر احمدی حق پسند دوست معقول تعداد میں تشریف لاتے ہیں تقریر شروع ہوئی۔ اور مولانا نے اپنے مخصوص دلکش طرز بیان اور ممالک غربیہ میں اپنے مشاہدات اور پیش آمدہ حالات کا تذکرہ کر کے سامعین کو مسحور کئے رکھا۔ آپ نے مغربی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان روکاوٹوں اور مشکلات کا تذکرہ کیا۔ جو اول اول ہمارے مبلغین کو وہاں پیش آتی رہیں۔ اور جو بعدہ خدا تعالےٰ نے دور کر دیں یہ جلسہ بھی نہایت کامیاب رہا۔ خاتمہ پر لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ متذکرہ بالا ہر دو تقاریر یہاں کے مقامی اخبار "صبح دکن" میں شائع ہو چکی ہیں۔

ان جلسوں کے علاوہ ہر پیر اور جمعرات کو بعد نماز مغرب مردوں میں اور اتوار کو تین بجے مستورات میں مولانا باقاعدگی کے ساتھ درس قرآن دیتے ہیں۔

متلاشیان حق مولانا کی جائے قیام پر آتے اور تبادلہ خیالات کرتے رہتے ہیں۔

اس دفعہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا!" اور "زلزلہ بہار" کے متعلق اردو و انگریزی لٹریچر کے علاوہ "اللہ والوں کی باتیں" کے نام سے ایک ٹریکٹ شائع کرا کر بلدہ اور مضافات میں تقسیم کیا گیا یہ ٹریکٹ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات پر حاوی ہے۔ اس سے لوگوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعود کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔ (نامہ نگار)

گوجرانوالہ احمدیہ ینگ مین کا سالانہ جلسہ

۲۳ اپریل ۸ ½ بجے ینگ مین احمدیہ کا پبلک اجلاس زیر صدارت میر محمد بخش صاحب بی۔ اے وکیل امیر جماعت احمدیہ ارسلام میں منعقد ہوا۔ سکرٹری عبدالقادر صاحب نے گذشتہ سال کی رپورٹ سنائی۔ جس میں تبلیغی جدوجہد۔ ہفتہ وار اجلاس۔ تیاری مضامین تقسیم ٹریکٹ اور ہر دو یوم التبلیغ میں نمایاں حصہ لینے کا ذکر تھا ینگ مین کے سابق اور موجودہ پریذیڈنٹ صاحبان کی مساعی جمیلہ اور حسن انتظام کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا گیا۔ بعد ازاں مولوی دل محمد صاحب نے صداقت اسلام پر مختصر تقریر کی۔ چونکہ ان ایام میں آریہ صاحبان کا سالانہ جلسہ بھی ہو رہا تھا۔ اس لئے مہاشہ محمد عمر صاحب کی تقریر کا موضوع اسلام اور آریہ دھرم تھا۔ اس میں ان اعتراضات کا جواب دیا گیا۔ جو آریہ لیکچرار نے اپنی تقریر میں اسلام پر کئے تھے۔ گیانی واحد حسین صاحب نے بھی اپنی تقریر میں اعتراضات کے جوابات حاضرین کے ذہن نشین کرائے۔ مسئلہ نیوگ۔ ایشور کی قدرت۔ اور اس کی صفات۔ بہشت۔ دوزخ۔ مریم میں روح پھونکنا۔ قرآن شریف متقیوں کے لئے ہے۔ حقوق نسواں۔ وغیرہ پر کافی روشنی ڈالی بعض شریروں نے جلسہ گاہ میں کنکر اور پتھر بھی پھینکے۔ چند غیر احمدی مولوی جلسہ گاہ کے باہر چھوٹے چھوٹے بچوں سے شور کراتے رہے۔ مگر ان حرکات کو غیر احمدی شرفاء نے جو جلسہ میں شریک ہوئے سخت ناپسند کیا۔ چنانچہ سید ولی اللہ شاہ صاحب نے سٹیج پر آ کر نہایت سختی سے اس کے خلاف احتجاج کیا اور کہا۔ کہ ان لوگوں کے پاس خود کچھ نہیں۔ آریوں کے جلسے ہو رہے ہیں۔ اسلام پر اعتراضات کئے جا رہے ہیں۔ مگر یہ لوگ خود مقابلہ کے لئے نہیں نکلتے۔ اور جو ہمارے بھائی آریوں کو جواب دے رہے ہیں۔ ان کے خلاف ایسی حرکات کر رہے ہیں۔ جو نہایت ہی قابل شرم ہیں۔ اس پر شور و غل بند ہوا۔ اور تقاریر نہایت توجہ سے سنی گئیں۔ ۲۴ اپریل کا اجلاس زیر صدارت جناب چوہدری عبدالقادر صاحب بی۔ اے وکیل جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ گوجرانوالہ

منعقد ہوا۔ مہاشہ محمد عمر صاحب نے ان اعتراضات کا جواب دیا۔ جو آریہ جلسہ میں کئے گئے تھے۔ بعد ازاں گیانی واحد حسین صاحب نے قدامت وید۔ تحریف وید۔ حافظ وید۔ پر نہایت دلچسپ تقریر کی۔ آخر میں مولوی دل محمد صاحب نے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

بمبئی سے ۲۷ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ کپڑے کے کارخانوں میں ہڑتال نہایت تیزی سے پھیل رہی ہے۔ ۵۱ ملوں میں سے جو ہڑتال سے پہلے کام کر رہی تھیں۔ صرف آٹھ نے کام شروع کیا۔ اور ان میں سے بھی دو ملیں تھوڑی دیر بعد مزدوروں کی کمی کی وجہ سے بند ہو گئیں۔ ہڑتالیوں کی تعداد ۸۵ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ پولیس کو دو دفعہ گولی چلانی پڑی۔ جس سے ایک شخص ہلاک اور چار مجروح ہوئے۔ پانچ ہڑتالیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

سلطان پور ریاست کپورتھلہ میں محرم کے موقعہ پر گولی چلنے کے واقعہ کی تحقیقات کے لئے امرتسر کی شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے اپنا نمایندہ بھیجا تھا۔ اس کی رپورٹ پر کمیٹی نے اعلان کیا ہے۔ کہ انسپکٹر جنرل پولیس نے اپنا ہیٹ مسلمانوں کے قدموں پر رکھ کر دست بستہ ان سے منتشر ہونے کی درخواست کی۔ ایک مسلم مجسٹریٹ نے بھی خدا کے نام پر انہیں اپنے گھروں کو جانے کے لئے کہا۔ لیکن جب وہ کسی طرح بھی منتشر ہونے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اور انسپکٹر جنرل پولیس کی کھینچی ہوئی لائن سے آگے بڑھ گئے۔ تو آخری چارہ کار کے طور پر گولی چلائی گئی۔ جس سے تیرہ اشخاص ہلاک اور تین مجروح ہوئے۔

ایک مرہٹہ نوجوان نے جو بنگالی لباس پہنے ہوئے تھا۔ ۲۷ اپریل کو بمبئی میں ایک یوروپین فوجی افسر پر خنجر سے قاتلانہ حملہ کیا۔ مجروح کرنے کے بعد اس نے ریوالور سے چار فائر کئے مگر سب وار خطا گئے۔ آخر میں اسے دو کانسٹیبلوں نے پکڑ لیا۔ گرفتاری پر اس کے قبضہ سے پرانی طرز کا ایک چھ گولی والا ریوالور اور گن پوڈر نکلا۔ پولیس میں اس نے بیان دیا ہے۔ کہ میں یوروپینوں کو قتل کرنے کے لئے نکلا ہوں حملہ آور کا نام واسن بالو راؤ جون ہے۔ اس سلسلہ میں پولیس مہاراشٹر کے مختلف مراکز میں خاص تحقیقات کر رہی ہے۔

انشورنس کمپنیوں کو دھوکا دینے کے سلسلہ میں برلن سے ۲۶ اپریل کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ جرمنی کے ساٹھ نوجوان جن میں زیادہ تر کاشتکار اور کسان شامل ہیں۔ انہوں نے سات سال میں تقریباً دو سو مکانات۔ اصطبلوں اور کھیتوں کو خود جلا کر انشورنش کمپنیوں سے دو لاکھ روپیہ وصول کیا۔ اب ملزموں پر مقدمہ چلایا گیا ہے۔

دیا سلائی پر محصول عائد کرنے کا بل پنز بنشکر کے متعلق بل ۲۷ اپریل کو پاس ہونے کے بعد کونسل آف سٹیٹ کا اجلاس غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

یو۔ پی گورنمنٹ نے الٰہ آباد سے ۲۷ اپریل کی اطلاع کے مطابق تمام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے نام احکام جاری کئے ہیں۔ کہ سول نافرمانی کے تمام سی کلاس کے قیدیوں کو اگر ان کی رہائی پر کوئی اعتراض نہ ہو۔ میعاد قید کے اختتام سے پیشتر ہی رہا کر دیا جائے۔

ٹوکیو سے ۲۶ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ جاپان اس اطلاع پر بڑی تشویش محسوس کر رہا ہے۔ کہ چین نے اٹلی سے ۱۳ ہوائی جہاز خریدے ہیں۔ اور چین کے ہوائی سکول میں اطالوی ہوا باز استاد تعلیم دے رہے ہیں۔ نیز جرمن بھی وہاں ہوائی جہازوں کا ایک کارخانہ قائم کرنے والا ہے۔

شملہ سے ۲۷ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ باخبر حلقوں میں تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وزیر ہند نے اسمبلی کی میعاد میں توسیع یا اسے توڑے جانے کے متعلق جو اعلان کرنا تھا وہ ابھی نہیں کیا جا سکے گا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وزیر ہند کا آخری فیصلہ ابھی معلوم نہیں ہوا۔ اور وائٹ ہال اور شملہ کے درمیان نامہ و پیام جاری ہے۔

واشنگٹن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ جاپان نے جو انتباہی اعلان کیا ہے۔ اس سے پیدا ہونے والی بین الاقوامی پیچیدگیوں میں مداخلت کرنے کا فی الحال امریکہ کا کوئی ارادہ نہیں۔

جاپان کے متعلق ٹوکیو سے ۲۵ اپریل کی اطلاع ہے کہ آئندہ تین سال کے اندر وہ اپنی ہوائی طاقت کو دگنا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس وقت جاپان کے پاس ۶۴۶ ہوائی جہاز ہیں۔ اور ۱۹۳۶ء کے اختتام سے پہلے ان میں مزید پانچ سو کا اضافہ کرنا چاہتا ہے۔ اس غرض کے لئے بجٹ میں ساڑھے چار کروڑ کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

مکہ معظمہ کی تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ والی یمن امام یحیٰ نے سلطان ابن سعود سے درخواست کی ہے۔ کہ سلسلہ جدال و قتال بند کر دیا جائے۔ اور نجران میں اپنی فوج پر محاصرہ اٹھا لیا جائے۔ اس سلسلہ میں چند ارکان پر مشتمل ایک مصالحت کوش وفد تیار کیا گیا ہے۔ جس میں فلسطین کے مفتی اعظم بھی شامل ہیں۔ حکومت حجاز نے صلح کے سلسلہ میں تمام ضروری کاغذات وفد کے سامنے پیش کر دیے ہیں۔

گاندھی جی کے متعلق ۲۹ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ جب وہ اچھوت ادہار کے سلسلہ میں آرہ سے بکسر پہنچے۔ تو ریلوے سٹیشن پر سناتنیوں نے سیاہ جھنڈیوں سے استقبال کیا چند ہری جن کارکنوں نے مزاحمت کی۔ جس پر ان کے اور کارکنوں کے درمیان تصادم ہو گیا۔ گاندھی جی نے اس کے بعد تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہری جن کارکنوں کو آئندہ تشدد سے میری حفاظت کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔ اگر سناتنی چاہیں تو مجھے قتل کر دیں۔ اور اگر کسی کا سر توڑا جائے۔ تو سب سے پہلے میرا توڑا جائے۔ مجھے کسی دوسرے کی حفاظت کی ضرورت نہیں۔ سناتنیوں نے حملہ کے دوران میں لاٹھیاں استعمال کیں۔ اور گاندھی جی کی موٹر کے شیشے توڑ ڈالے

کپتان ایٹسن جو شورش کے ایام میں ریاست الور کے ریونیو منسٹر مقرر کئے گئے تھے۔ الور کی ایک اطلاع کے مطابق اپنے عہدہ سے ریٹائر ہو گئے ہیں۔ ان کی جگہ مہاراجہ کے ایک رشتہ دار راجہ کرم سنگھ کو ریونیو منسٹر مقرر کیا گیا ہے۔

حیدر آباد دکن کے سرکاری گزٹ میں ایک نئے قانون کا مسودہ شائع ہوا ہے۔ جسے نظام گورنمنٹ لیجسلیٹو کونسل کے آئندہ اجلاس میں پیش کرنا چاہتی ہے۔ اس کے رو سے پولیس سے اجازت حاصل کئے بغیر کوئی شخص برات کے موقع پر آتش بازی نہیں چلا سکے گا۔ علاوہ ازیں دوکانداروں کو آتش بازی کا سامان فروخت کرنے کے لئے لائسنس حاصل کرنا پڑے گا۔

کابل کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہرات میں نئے قلعہ کی بنیادیں کھودتے وقت مزدوروں کو پیتل کی ایک توپ ملی۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔ کہ یہ توپ اٹھارویں صدی میں شاہ محمود یا اشرف شاہ نے ایرانیوں کے خلاف استعمال کی۔ اس توپ کو ہرات کے عجائب خانہ میں رکھ دیا گیا ہے۔

روس کے ڈکٹیٹر سٹیلن کے متعلق ایک مشہور بالشویک کاٹریل نے جو روس سے بھاگ کر برلن میں آگیا ہے۔ لنڈن سے ۲۷ اپریل کی اطلاع کے مطابق حیرت انگیز باتیں بتائی ہیں۔ اس نے اپنے بیان میں کہا۔ کہ سٹیلن دنیا کا ظالم ترین ڈکٹیٹر ہے۔ اس کے نزدیک قانون کو کوئی وقعت حاصل نہیں۔ اس کا لفظ ہی قانون ہے۔ سٹیلن زار روس کی طرح رہتا ہے اور تیس لاکھ پونڈ سالانہ اپنی ذات پر خرچ کرتا ہے۔ روزانہ ایک ہزار آدمی اس کے حکم سے پھانسی دیے جاتے ہیں۔ تاکہ لوگوں پر اس کا دبدبہ رہے۔ ان مظالم کی وجہ سے وہ خود بھی اپنی زندگی کے متعلق خائف رہتا ہے۔ اور دن کو گھر سے باہر نہیں نکلتا۔ سفر اکثر رات کے وقت کرتا ہے۔ دس بارہ موٹریں آگے پیچھے ہوتی ہیں اور یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ خود کس موٹر میں بیٹھا ہے۔

سنڈے کرانیکل لنڈن کا سپیشل نامہ نگار برلن سے لکھتا ہے کہ یہودیوں نے دنیا بھر میں جرمن مال کا جو بائیکاٹ کیا ہے۔ اس کے [illegible]

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی